امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز
اور
تحریکِ پاکستان
سید صابر حسین شاہ بخاری قادری
3835
رضا اکیڈمی
رجسٹرڈ لاہور (پاکستان)
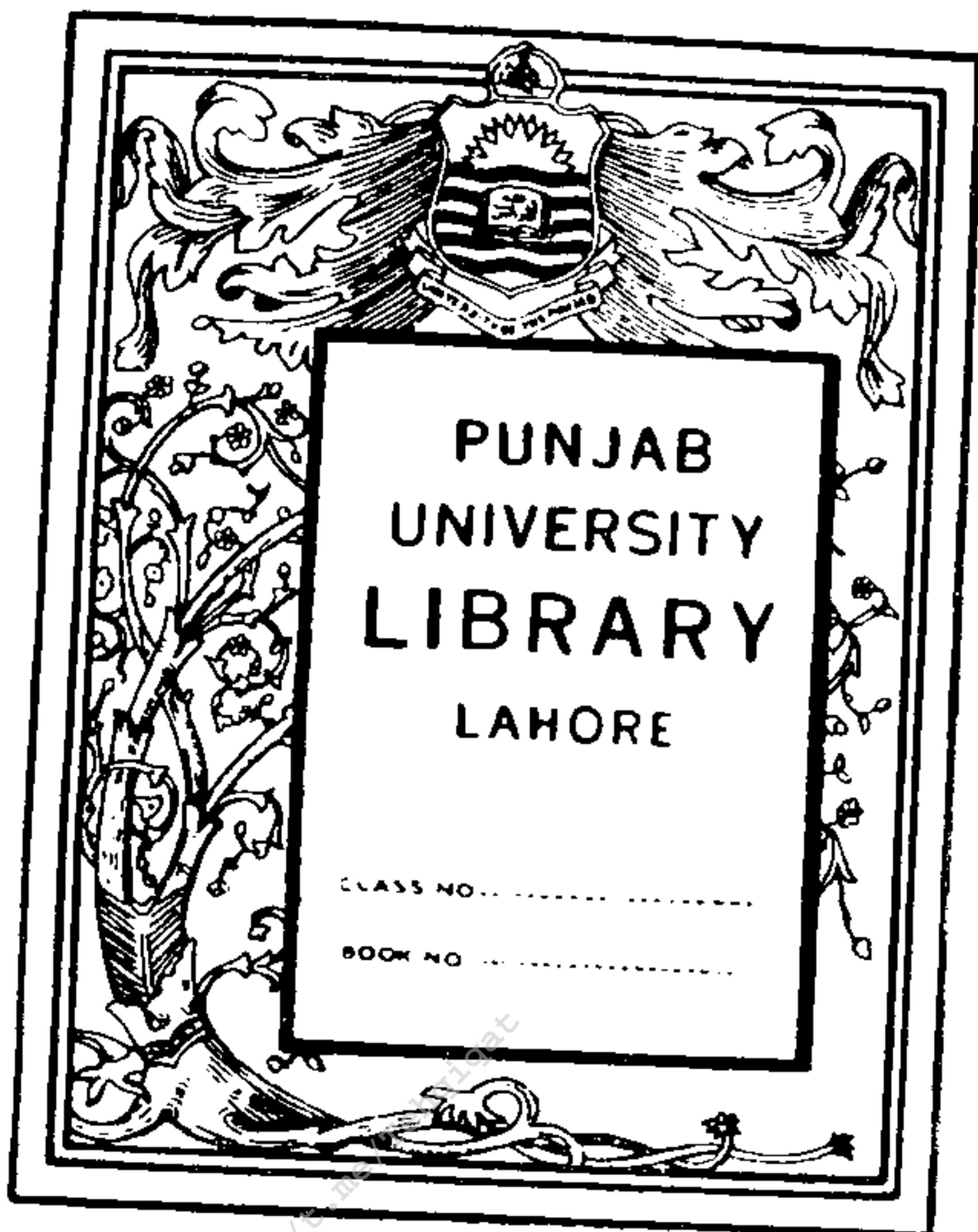
# امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ

# اور

# تحریک پاکستان





سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

رضا اکیڈمی مسجد رضا، محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلۂ کتب عدد ۱۱۱

مقالہ ............ امام احمد رضا محدث بریلوی
............ اور تحریک پاکستان

تحریر ............ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

کمپوزنگ ............ ایم یو کمپوزنگ سینٹر ہجویری
............ مارکیٹ ۱۱۵ میکلوڈ روڈ لاہور۔

صفحات ............

تعداد ............ گیارہ سو

اشاعت ............ صفر المظفر ۱۴۱۷ھ / جون ۱۹۹۶

ناشر ............ رضا اکیڈمی لاہور۔

ہدیہ ............ دعائے خیر برائے معاونین

---

بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات دس روپے کے ٹکٹ ارسال کریں

---

☆ ....... ملنے کا پتہ ....... ☆

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) مسجد رضا، محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور پاکستان

# کیا یہ ممکن ہے؟

"رضا اکیڈیمی لاہور پاکستان" جن اعلیٰ و ارفع مقاصد کے پیش نظر قائم ہوئی جو اہل عمل اور صاحبانِ بصیرت سے قطعاً" پوشیدہ نہیں علماء اہل سنت خصوصاً" امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی قلمی علمی، تحقیقی خدمات گرانیہ کو عمدہ انداز میں شائع کر کے شائقین و معتقدین کے ہاتھوں مفت پہنچانا ہے بلاشبہ اس سلسلہ میں رضا اکیڈیمی کو عظیم ترین کامیابی نصیب ہے اہل قلم کی نظریں اب اس پر لگی ہوئی ہیں اس دور میں ہمارے جدید و قدیم قلمکار اپنی تحریری کاوشوں کو اشاعت کا لباس پہنانے کے لئے رضا اکیڈیمی کی طرف تیزی سے رجوع کر رہے ہیں۔ اکیڈیمی کے ارباب حل و عقد نے فیصلہ کیا ہے کہ ان تمام مصنفین کی ہر طرح حوصلہ افزائی کی جائے جن کا قلم پختہ اور معیاری ہے، تصانیف اور مقالات موثر ہیں مسلک حق کی ترجمانی سلیقہ سے کرتے ہیں ہمیں اس سے بھی کوئی سروکار نہیں کہ وہ کس بزم، مجلس یا تنظیم سے وابستہ ہیں، اگر صحیح العقیدہ سنی ہے تو رضا اکیڈیمی اس کے لئے دیدہ دل فرش راہ کرے گی؟ آیئے اتفاق و اتحاد کو اپنایئے یہ کوئی مشکل بات نہیں اب آپ فیصلہ فرمایئے کیا یہ ممکن ہے؟

زیر نظر مقالہ پر نازش لوح و قلم مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری کی تقدیم کے بعد کچھ لکھنا مناسب نہیں، تاہم مکرم جناب سید صابر حسین شاہ صاحب زید مجدہ کے لئے دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے توسل سے مزید عمدہ لکھنے کی توفیق عطا فرمائے امین۔

فقط

محمد مقبول احمد قادری ضیائی

۱۲ اپریل ۱۹۹۶ء جمعتہ المبارک

رضا اکیڈیمی لاہور پاکستان

۲۰/۸/۹۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# انتساب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے ان تمام خلفاء و تلامذہ اور عقیدت کیش علماء و مشائخ (رحمہم اللہ تعالیٰ) کے نام.......

جنہوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے یہ تاریخی اور حقیقی فیصلہ شائع کر کے تحریک پاکستان کی منزل کو آسان بنا دیا اور اعلان فرمایا :

" اگر بالفرض مسٹر جناح (قائد اعظم) مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو بھی جائیں تو بھی سنی کانفرنس اس میں ان کی موافقت نہیں کرے گی اور اپنا مطالبہ پاکستان ضرور حاصل کرے گی، مسلمانوں کا یہ حق مل کر رہے گا۔"

صابر حسین شاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم صلی رسولہ الکریم

# تقدیم

مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم' اے' پی' ایچ 'ڈی (گولڈ میڈلسٹ)

" رحمت حق بہانہ می جوید " .......... ۱۹۷۰ء میں رئیس احمد جعفری کی کتاب "اوراق گم گشتہ" ( مطبوعہ لاہور ۱۹۲۸ء ) میں ہندوؤں سے موالات اور انگریزوں سے ترک موالات کے موضوع پر امام احمد رضا کا ایک مفصل و مدلل فتویٰ نظر سے گزرا جس سے مجھے پہلی بار امام احمد رضا کی سیاسی بصیرت اور تدبر کا اندازہ ہوا۔ یہی فتویٰ امام احمد رضا پر فقیر کے پہلے مقالے " فاضل بریلوی اور ترک موالات " ( مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء) کی بنیاد بنا.......... اس مقالے کے چھ سات ایڈیشن شائع ہوئے.......... مورخین' سیاستدان اور قلمکار اس طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ پاکستان کے مشہور مورخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے اپنی انگریزی کتاب " علماء سیاسیات میں " ( مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء) میں ترک موالات کے حوالے سے امام احمد رضا کے دو قومی نظریہ کا ذکر کیا..........

فقیر کے مقالے " فاضل بریلوی اور ترک موالات " کے بعد مولانا محمد جلال الدین قادری کی نہایت ہی اہم تالیف " خطبات آل انڈیا

سنی کانفرنس " (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء) سامنے آئی۔ اس کتاب کا انگریزی میں ترجمہ ہو چکا ہے جو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی کے کتب خانے میں محفوظ ہے.......... اس کتاب کے بعد فقیر کی تالیف " تحریک آزادی ہند اور سواداعظم " (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء) شائع ہوئی۔ پھر فقیر کی ایک اور تالیف "گناہ بے گناہی " (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء) شائع ہوئی۔ اس کے انگریزی اور اردو ایڈیشن پاکستان' ہندوستان اور افریقہ سے شائع ہو چکے ہیں.......... فقیر نے ایک اور کتاب " حیات مولانا احمد رضا بریلوی " (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء) میں امام احمد رضا کے سیاسی افکار و نظریات پر ایک مفصل باب باندھا ہے.......... مسئلہ خلافت پر امام احمد رضا کی ایک اہم کتاب " دوام العیش فی ائمتہ من قریش " (۱۹۲۰ء) پر فقیر نے ایک مفصل مقدمہ لکھا جو شروع میں اس کتاب کے ساتھ لاہور سے شائع ہوا..........

مندرجہ بالا مقالات اور کتابوں کی اشاعت کے بعد امام احمد رضا کا ذکر بلند سے بلند تر ہوتا چلا گیا اور آپ کی سیاسی بصیرت پر مختلف فضلاء نے اظہار خیال فرمایا چنانچہ جامع ملیہ یونیورسٹی' نئی دہلی کے پروفیسر ڈاکٹر جمال الدین نے ترک موالات کے حوالے سے امام احمد رضا پر ایک وقیع مقالہ قلمبند فرمایا' اس طرح ہمدرد یونیورسٹی' نئی دہلی کے پروفیسر ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم نے ابوالکلام آزاد اور امام احمد رضا کے حوالے سے سیاسیات پر ایک مقالہ قلم بند فرمایا' یہ دونوں مقالات ادارہ تحقیقات امام احمد رضا' کراچی نے ۱۹۹۱ء میں شائع کر دیئے ہیں.......... کولمبیا یونیورسٹی' امریکہ سے امام احمد رضا اور اہلسنت و جماعت پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے

والی ہندوستانی خاتون ڈاکٹر اوشا سانیال نے اپنے انگریزی مقالے میں امام احمد رضا کے سیاسی افکار و نظریات پر بحث کی ہے۔ یہ مقالہ ۱۹۹۷ء تک آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، نئی دہلی سے مل سکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ.......... پروفیسر محمد اسحاق مدنی، کراچی یونیورسٹی سے فقیر کی نگرانی میں پی، ایچ، ڈی کر رہے ہیں۔ وہ فتاویٰ رضویہ کی روشنی میں امام احمد رضا کے افکار و نظریات پر بحث کریں گے..........

الغرض ان تحقیقی مقالات اور بہت سے دوسرے مقالات اور کتابوں نے امام احمد رضا کے سیاسی نظریات، ان کے صاحبزادگان، خلفاء اور متبعین کے سیاسی کردار کو خوب واضح کر دیا ہے اور آج ہر دانشور اور مدبر امام احمد رضا کے تدبر، تحریک پاکستان میں ان کی نظری مساعی اور ان کے خلفاء و تلامذہ کی عملی مساعی کا قائل نظر آتا ہے..........

فاضل مقالہ نگار مولانا سید صابر حسین شاہ صاحب امام احمد رضا پر لکھنے والے جوان قلم کاروں میں ممتاز نظر آتے ہیں۔ موصوف میں کام کی لگن ہے جو ان کو ہمہ وقت اس قسم کے علمی کاموں میں مصروف رکھتی ہے.......... دس ماہ قبل جولائی ۱۹۹۴ء میں موصوف نے تقدیم کے لئے یہ مقالہ فقیر کو ارسال فرمایا.......... عدیم الفرصتی کی وجہ سے فقیر اس طرف متوجہ نہ ہو سکا آخر ان کے پے در پے تقاضوں نے اس طرف متوجہ کیا اور فقیر نے یہ تقدیم قلم بند کرنے کی سعادت حاصل کی..........

سید صابر حسین شاہ عرصہ دراز سے امام احمد رضا پر لکھ رہے ہیں، ان کے متعدد مقالات شائع ہو چکے ہیں، انہوں نے مورخ نہ ہوتے

ہوئے بھی ایسا مقالہ قلمبند کر دیا ہے جس سے مورخ اور سیاستدان استفادہ کر سکیں گے۔ اس مقالے میں بکثرت مستند حوالے ہیں اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ سید صاحب کے بیانات اور نتائج قابل اعتبار ہیں۔ ماخذ مراجع کی فہرست بھی کافی طویل ہے جس سے ان کی وسعت مطالعہ کا اندازہ ہو سکتا ہے.......... تحقیق و ریسرچ میں علم سے زیادہ لگن کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر علم کے دروازے خود بخود کھلتے چلے جاتے ہیں اور اندھیروں میں اجالا ہوتا چلا جاتا ہے..........

سید صابر حسین شاہ صاحب نے اس مقالے میں ان ذیلی موضوعات پر بحث فرمائی ہے.......... امام احمد رضا کے حالات زندگی.......... انگریزوں کے مظالم.......... امام احمد رضا کی انگریزوں سے نفرت.......... ہندوؤں کے عزائم.......... مسلمانوں کی بے راہ روی.......... تحریک خلافت اور تحریک موالات میں امام احمد رضا کا کردار.......... ہندو مسلم اتحاد کے خلاف ہمہ گیر تحریک.......... آل انڈیا سنی کانفرنس کا تاریخ ساز کردار.......... الیکشن میں مسلم لیگ کی تائید.......... قرارداد پاکستان میں اہلسنت کا کردار.......... اعلان آزادی، قیام پاکستان..........

سید صابر حسین شاہ صاحب کی یہ کاوش توجہ کی مستحق ہے۔ مولائے کریم ان کی اس محنت کو قبول فرمائے اور اس پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین! انہوں نے امام احمد رضا کی حیات کے ایک اہم گوشے پر روشنی ڈال کر بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کر دیا ہے اور بہت سی حقیقتوں کو آشکار کر دیا ہے.......... حقیقت یہ ہے کہ ہم نے امام احمد رضا کی

معرفت کا اب تک حق ادا نہیں کیا.......... ان کا تعلق ایک عظیم مجاہد خاندان سے تھا جو افغانستان سے تعلق رکھتا ہے.......... ان کے جدامجد علامہ رضا خان نے جنگ آزادی میں مجاہدین کی بھرپور مدد فرمائی جس کی پاداش میں انگریز جرنیلوں نے ان کے سر کی قیمت مقرر کی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو دشمنوں سے محفوظ رکھا.......... امام احمد رضا کے جسم میں یہی خون تھا..........

شہید جنگ آزادی مولانا کفایت علی کافی ان کے محبوب شاعر تھے' انگریزی ظلم و استبداد کے اس دور میں انہوں نے اس شہید آزادی سے اپنی محبت کا برملا اظہار فرمایا اور دشمن سے خوف نہ کھایا.......... امام احمد رضا بڑے نڈر' جری اور بے باک تھے۔ وہ حیرت انگیز سیاسی بصیرت کے مالک تھے.......... آج سے ۸۰ برس پہلے انہوں نے فرمایا کہ نصاریٰ' یہود و ہندو سب مسلمانوں کے دشمن ہیں.......... اس دور میں ڈاکٹر اقبال اور محمد علی جناح جیسے سیاستدان اور دیدہ ور بھی یہ بات نہ سمجھ پائے.......... بعد میں یہ حقیقت سمجھ آئی تو ایک قومی نظریہ کے یہ دونوں علمبردار دو قومی نظریہ کے علمبردار ہو گئے.......... امام احمد رضا عظیم عقبری تھے' وہ اپنے زمانے سے بہت آگے دیکھتے تھے۔ ان کے فکر کے اس اہم ترین پہلو پر کوئی فاضل جلیل ہی تحقیق کر سکتا ہے.......... امام احمد رضا نے اپنے عہد کو بہت متاثر کیا اور کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا..........

تحریک آزادی ہند کی سیاسی فضا عجائبات سے پر تھی.......... ایک عجیب بات یہ دیکھنے میں آئی کہ وہ لوگ جو خود کو موحد اور مسلمان کہتے

تھے ان کی ہمدریاں کفار و مشرکین ہند کے ساتھ تھیں اور جن مسلمانوں کو یہ لوگ کافر و مشرک اور بدعتی تصور کرتے تھے وہ ہمیشہ کفار و مشرکین ہند سے الگ رہے......... اس گروہ احرار کے سرتاج و سردار امام احمد رضا تھے......... فطری طور پر مسلمان کو مسلمان کا خیرخواہ ہونا چاہیے اور کافر و مشرک کو کافر و مشرک کا خیرخواہ......... مگر ہندوستان کی سرزمین پر یہ عجوبہ بھی دیکھا گیا کہ اسلام کے دعویداروں نے ہندوؤں کا ساتھ......... جو ان سے روٹھے وہ ہمیشہ کے لئے چھوٹے بلکہ مردود مغضوب ٹھہرے......... گویا کفار و مشرکین کی امداد و اعانت' اسلام کا نشان ٹھہری۔ (معاذاللہ ثم معاذاللہ)

امام احمد رضا نے دو قومی نظریہ کا احیاء کیا جو قیام پاکستان کی اساس ہے......... امام احمد رضا کے خلفاء و تلامذہ اور متعبین نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا اور مسلم لیگ کے مقابلے میں کسی نے کانگریس کا ساتھ نہ دیا......... لیکن اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ پاکستان میں جو کچھ ہوا اور اب جو کچھ ہو رہا ہے وہ ان کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا اور یہ بات بھی ان کے وہم گمان میں نہ تھی جو کچھ دکھایا جارہا ہے وہ دیکھا نہ جا سکے گا' اور جو وعدے کئے جارہے ہیں وہ پورے نہ ہو سکیں گے.........

دو قومی نظریہ کی حفاظت میں خانقاہ رضویہ بریلی کی "جماعت رضائے مصطفیٰ" نے اہم کردار ادا کیا ......... اس جماعت کی تاریخ فاضل جلیل مولوی محمد شہاب الدین رضوی بریلی مرتب کر رہے ہیں اور اب تک ۴۰۰ صفحات قلم بند کر چکے ہیں......... دوسری تنظیم جس نے

دو قومی نظریہ کے احیاء کے بعد سیاست میں نہایت اہم کردار ادا کیا وہ "آل انڈیا سنی کانفرنس" تھی.......... ۱۹۴۷ء میں اس تنظیم کے تاریخ ساز اجلاس نے تحریک پاکستان میں روح پھونکی کہ پاکستان ایک زندہ حقیقت بن کر ابھرا ہے..........

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اہلسنت و جماعت کی صفوں میں اتحاد پیدا کر کے وہی کھوئی ہوئی قوت حاصل کی جائے جس نے پاک و ہند اور بنگلہ دیش کے طول و عرض میں ایک ہلچل مچا دی تھی.......... اب تک اہلسنت و جماعت دور جدید کے سیاست دانوں کے ہاتھ مضبوط کرتے رہیں لیکن انہوں نے مسلسل مایوس کیا اور مایوس کر رہے ہیں.......... اس لئے وقت کا تقاضا ہے کہ مولائے کریم پر بھروسہ کرتے ہوئے پاکستان کے مسکینوں اور غریبوں کو موقع پرستوں کی گرفت سے نجات دلائی جائے.......... دیندار طبقہ مملکت کے انتظامی امور میں شریک ہو کر اسلام کا رنگ دکھائے اور محبت و خلوص اور عدل و انصاف کی ایسی فضا قائم کرے جو ہر قسم کی گھٹن سے آزاد ہو.......... اللہ تعالیٰ اس حسین انقلاب کی توفیق عطا فرمائے.......... آمین

محمد مسعود احمد مظہری

۷ فروری الجمعہ ۱۴۱۴ھ ۲۹ مئی ۱۹۹۴ء

بسم اللہ الرحمٰن رحیم

# نقش اول

بعض نام نہاد " مورخین " نے تعصب اور تنگ نظری سے "تاریخ پاکستان" رقم کی تو تاریخ پر گرد و غبار کے سیاہ بادل چھا گئے۔ حقائق و شواہد پامال ہو گئے۔ جنھوں نے انگریزوں کی کاسہ لیسی کی اور ہندو نوازی کا بین ثبوت دیا تھا' انہیں "اکابرین پاکستان" کا نام دیا گیا۔ جن بزرگوں نے دو قومی نظریہ پیش کیا' انگریزوں اور ہندوؤں کی ہر قدم پر شدید مخالفت کی اور تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا تھا تاریخ میں ان کا نام و نشان تک نہیں ہے۔

تاریخ کی ان مظلوم اور کشتہ اغیار شخصیات میں دنیائے اسلام کی عدیم المثال شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کا نام نامی سرفہرست ہے۔

۱۹۶۷ء میں اس ناانصافی کا ازالہ کرنے کے لئے مرکزی مجلس رضا لاہور کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس کے امین و خازن حاجی مقبول احمد قادری ضیائی رہے اور اس دور میں مجلس رضا نے بہت ترقی کی' لیکن بعض ناگفتہ بہ صورت پیدا ہونے کے باعث موصوف کی قیادت میں رضا اکیڈمی کا قیام عمل میں آیا۔ جس نے مختصر سی مدت میں ایک سو سے زیادہ کتابیں شائع کر کے بین الاقوامی سطح پر اپنا اعلیٰ مقام پیدا کیا ہے۔ آپ کی تحریک

پر اہلسنّت کے قلم کاروں نے قلم اٹھایا اور تصنیف و تالیف کا میدان سنبھالا تو مطلع صاف ہونے لگا اور جھوٹ و افتراء کی تہمیں دور ہونے لگیں۔ مخالفین نے حقیقت کو قبول کرنے کی بجائے پھر یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ معاذاللہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ انگریزوں کے ایجنٹ تھے۔ مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب (ایم پی ایچ ڈی) نے "گناہ بے گناہی" کے نام سے بہترین جواب دیا۔ احسان الٰہی اظہر وغیرہ نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ پر بے ہودہ الزامات کا انبار لگایا۔ تو علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ نے "اندھیرے سے اجالے تک" اور "شیشے کے گھر" البریلویہ کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ اور من عقائد اہل سنتہ نامی کتابیں لکھ کر مطلع صاف رہنے دیا..........

اب پھر بعض مورخین نے اپنے اپنے انداز میں تاریخ پاکستان ترتیب دی ہے، مگر انہوں نے بھی اپنی روایت کے مطابق اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ یا آپ کے خلفاء و تلامذہ کی خدمات کو یکسر نظرانداز کیا ہے۔

فقیر کا یہ مقالہ " امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ اور تحریک پاکستان " اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ دیگر اہل قلم بھی اس طرف متوجہ ہوں تو مثبت نتائج نکلیں گے۔ فقیر ذاتی طور پر نہ تو قلمکار ہے اور نہ ہی لکھنے کا کوئی سلیقہ رکھتا ہے۔ یہ سب کچھ اہل علم کی حوصلہ افزائی کا ثمرہ ہے۔

اللہ تعالٰی اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ان کا سایہ اہلسنّت پر تادیر سلامت رکھے۔

امین بجاہ سید الامین صلی اللہ علیہ والہ و صحبہ وبارک وسلم

# روض الریاحین

امام عبداللہ بن اسعد یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ

۶۷۸ھ / ۷۶۸ھ

# بزم اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم



ترجمہ:- علامہ بدر القادری مدظلہ العالی (ہالینڈ)

ضیاء دار الاشاعت لاہور، پاکستان

# امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ

# کی حیات پر ایک نظر

دنیائے اسلام کے بطل جلیل، عمیق النظر، وسیع الخیال مفکر، منبع علم و عرفان، مجدد زماں، شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت الشاہ حافظ قاری مفتی محمد احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی قدس سرہ ابن رئیس المتکلمین مولانا شاہ نقی علی خان علیہ الرحمتہ ابن مولانا علامہ رضا علی خان علیہ الرحمتہ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ / ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو شنبہ کے روز بریلی شریف (اتر پردیش، بھارت) میں ہوئی۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا پیدائشی نام "محمد" رکھا گیا جب کہ جد امجد نے "احمد رضا" تجویز فرمایا۔ والدہ ماجدہ پیارے "امن میاں" اور والد ماجد اور دیگر اعزہ آپ کو "احمد رضا" کے نام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا تاریخی نام "المختار" (۱۲۷۲ھ) ہے اور آپ نے اپنے نام سے اول میں "عبدالمصطفیٰ" لکھنے کا التزام فرما لیا تھا۔ چنانچہ حدائق بخشش میں ایک جگہ فرماتے ہیں ؎

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفیٰ
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے

فاضل بریلوی قدس سرہ کا خاندان دینی و دنیاوی دونوں لحاظ سے

معزز تھا۔ آپ بچپن ہی سے پڑھنے لکھنے کے دلدادہ تھے۔ عام لڑکوں کی طرح کھیل کود کی طرف دھیان نہ دیتے تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت جدامجد حضرت مولانا رضا علی خان صاحب اور والد گرامی حضرت مولانا شاہ نقی علی خان صاحب قدس سرہما کی آغوش محبت میں ہوئی۔

آپ نے صرف ۴ سال کی عمر میں قرآن پاک ناظرہ ختم کر لیا اور ۶ سال کی عمر میں عید میلا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر جم غفیر کے سامنے طویل تقریر فرما کر سامعین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے صرف تیرہ سال دس ماہ چار دن کی عمر میں تمام مروجہ علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد قدس سرہ سے کر کے سند فراغت حاصل کر لی۔ اسی دن حرمت رضاعت کے بارے میں آپ نے پہلا فتویٰ صادر فرمایا' اسی دن والد ماجد قدس سرہ نے مسند افتاء کی ذمہ داریاں آپ ہی کو سونپ دیں۔ ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ / ۱۸۶۹ء سے فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا اور پھر اس وقت سے مسلسل ساری زندگی دینی علمی خدمات میں بسر کر دی۔

امام احمد رضا قدس سرہ کی بارگاہ میں پاک و ہند کے علاوہ عرب و عجم اور دنیا کے بیشتر ممالک سے سوالات آتے تھے' پھر لطف یہ کہ جس زبان میں استفتاء پیش کیا جاتا تھا اسی زبان میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ آپ کے فتاویٰ میں اردو' عربی' فارسی اور انگریزی زبان کے علاوہ منظوم فتاویٰ بھی ملتے ہیں' یہاں سے ہی آپ کی قادر الکلامی کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

آپ کے حافظے کا یہ عالم تھا کہ آپ کو بہت سی کتابیں حفظ تھیں'

اکثر لوگ آپ کے القاب کے ساتھ " حافظ " بھی لکھ دیا کرتے تھے۔ اس کا آپ کو بڑا احساس ہوا کہ ان بندگان خدا جل جلالہ کا کہنا غلط نہ ہو ہمیں قرآن مجید یاد ہی کر لینا چاہیے۔ چنانچہ افتاء وغیرہ کی مشغولیت کے باوجود رمضان المبارک میں نماز مغرب سے عشاء تک یاد کرنا شروع کر دیا۔ ہر روز ایک پارہ یاد کر لیا کرتے تھے۔ اس طرح صرف ایک ہی ماہ میں آپ نے مکمل قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔

امام اہلسنت قدس سرہ ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد نقی علی خان قدس سرہ اور حضرت تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر محب الرسول بدایونی قدس سرہ کے ہمراہ خانقاہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے اور قطب زماں حضرت شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت سے مشرف ہوئے پیر روشن ضمیر مارہروی قدس سرہ نے مرید باصفا قدس سرہ کی نورانی پیشانی دیکھ کر فوراً اپنی روحانی خلافت سے بھی نواز دیا۔

کسی نے حضرت شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ سے پوچھا، حضور آپ کے یہاں تو طویل بامشقت مجاہدات و ریاضات کے بعد خلافت دی جاتی ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ان کی بیعت کرتے ہی خلافت دے دی گئی۔ حضرت قدس سرہ نے ارشاد فرمایا !

" اور لوگ زنگ آلود اور میلا کچیلا دل لے کر آتے ہیں اس کی صفائی اور پاکیزگی کے لئے مجاہدات و ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے اور امام احمد رضا قدس سرہ صاف و شفاف قلب لے کر ہمارے پاس آئے ان کو صرف اتصال نسبت کی ضرورت تھی اور وہ مرید ہوتے ہی

حاصل ہو گئی ہے۔" پھر آپ کے مرشد گرامی نے مزید یہ بھی فرمایا' مجھے اس بات کی بڑی فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرمائے گا' اے آل رسول (علیہ الرحمتہ) تو میرے لئے دنیا سے کیا لایا ہے تو میں بارگاہ الٰہی میں کون سی چیز پیش کروں گا' لیکن آج وہ فکر اور پریشانی میرے دل سے رفع ہو گئی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ جل جلالہ پوچھے گا کہ اے آل رسول (علیہ الرحمتہ) تو میرے لئے کیا لایا ہے؟ تو میں عرض کروں گا' الٰہی تیرے لئے احمد رضا (علیہ الرحمتہ) لایا ہوں۔

فاضل بریلوی قدس سرہ پہلی بار ۱۲۹۵ھ / ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد قدس سرہ کے ہمراہ زیارت حرمین شریفین سے شرف ہوئے' مکہ المکرمہ سے مدینہ منورہ روانگی کے وقت ایک نعت موزوں فرمائی جس کے لفظ لفظ سے عشق و محبت رسالتماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو آرہی ہے' اس نعت شریف کا مطلع ہے ۔

حاجیو ! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

اس سفر مقدس میں وہاں سے اکابر علماء و فضلاء مثلاً سید احمد بن زینی دحلان مکی مفتی شافعیہ' شیخ عبدالرحمٰن سراج مفتی حنفیہ اور شیخ حسین بن صالح قدس سرہما سے حدیث' فقہ' اصول و تفسیر وغیرہ علوم کی سندات حاصل کیں۔

دوسری بار ۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں آپ حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کے لئے گئے اس موقع پر بھی ایک نعت شریف

لکھی جس کا مطلع یہ ہے ۔

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جاں فلاح و ظفر کی ہے

اس مبارک سفر میں بخار کی حالت میں صرف آٹھ گھنٹوں میں بے سروسامانی کے عالم میں علم غیب کے موضوع پر ایک لاجواب کتاب "**الدولتہ المکیہ با لمادتہ الغیبیہ**" (۱۳۲۳ھ) قلم برداشت لکھی' وہاں کے علماء کے استدعا پر ایک دوسری کتاب "**کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم**" بھی تصنیف فرمائی' آپ کی جلالت علمی دیکھ کر علماء حجاز نے آپ کی عزت افزائی اور بڑی قدر و منزلت کی اور آپ کی تصانیف پر زور دار تقاریظ لکھیں' بہت سے علمائے کرام نے آپ سے فقہ حدیث وغیرہ کی سندیں اور اجازتیں حاصل کیں۔ بعض نے آپ سے بیعت و خلافت کا شرف بھی حاصل کیا۔

دوسری مرتبہ جب زیارت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو شوق دیدار میں روضہ شریف کے مواجہہ میں درود شریف پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ضرور عزت افزائی فرماتے ہوئے زیارت سے مشرف فرمائیں گے۔ لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو ایک غزل لکھی جس کا مطلع یہ ہے ۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھیرتے ہیں

غزل کے آخر میں انتہائی انکساری اور بے کسی کا مظاہرہ فرمایا۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل عرض کر کے باادب انتظار میں کھڑے ہو گئے' قسمت جاگ اٹھی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے بچشم سر بیداری میں مشرف ہو گئے۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
جب آگئی ہیں جوش رحمت پہ انکی آنکھیں
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی مقدس زندگی کے کارناموں پر ایک نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے اس خاص بندے کو اپنے دین کی حمایت ہی کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ آپ کی تصانیف سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کے احیاء و تجدید پر قربان کر دی تھی۔ آپ کے دور میں برصغیر پاک و ہند میں بعض سیاسی و نیم سیاسی اور مذہبی تحریکات شروع ہوئیں' بعض لوگوں نے ایسی دل آزار کتابیں لکھیں جن میں سرکار مدینہ راحت قلب و سینہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں سخت بے ادبی اور گستاخی کی گئی' آپ نے ان تحریکوں اور دل آزار کتابیں لکھنے والوں کا خوب

تعاقب فرمایا' آپ کے خلیفہ صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ نے ایک دفعہ عرض کیا آپ بے دینوں کا رد اس شدت سے نہ کیا کریں تاکہ ہر شخص آپ کی تصنیفات کو پڑھ کر ان سے استفادہ کر سکے۔ یہ سن کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی آنکھیں پر نم ہو گئیں اور فرمایا :

" مولانا میں ان بے دینوں کا رد پوری شدت سے اس لئے کرتا ہوں کہ یہ لوگ دربار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کو بھول کر مجھے اپنی طعن و تشنیع کا نشانہ بنا لیں' مجھے اس کی پرواہ نہ ہو گی کہ وہ مجھے کیا کہتے ہیں' اتنی دیر تو میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی سے باز رہیں گے۔"

آج دنیا میں مشرکین و کفار' مرتدین اشرار' گمراہان فجار کا کوئی ایک بھی ایسا مشہور فرقہ نہیں' جس کے رد میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی متعدد تصنیفات نہ ہوں' آپ قلم کے بادشاہ تھے۔ جس مسئلہ پر بھی قلم اٹھایا' پھر نہ موافق کو ضرورت افزائش رہتی ہے اور نہ مخالفت کو دم زدن کی گنجائش ہوتی ہے۔ آپ صاحب دل اور صاحب خبر تھے' آپ قوموں کے عروج و زوال کے اسباب سے بخوبی آگاہ تھے۔ غافل مسلمانوں کو فتنہ گروں سے یوں خبردار کرتے ہیں ۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدل کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

جدید تحقیق کے مطابق آپ کو ۱۰۵ سے زائد علوم و فنون پر کامل دسترس تھی، ان تمام علوم و فنون پر آپ نے ایک ہزار سے زائد کتابیں بھی لکھی ہیں۔ آپ کی تصانیف میں کنزالایمان فی ترجمہ القرآن، فتاویٰ رضویہ اور حدائق بخشش بہت ہی زیادہ مشہور ہوئیں ہیں۔ تاریخ اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم ہو گا جو اس قدر علوم و فنون پر کامل دسترس رکھتا ہو پھر کثیر التصانیف بھی ہو۔ موافقین و مخالفین دونوں نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی ملی، دینی، سیاسی، علمی و عملی خدمات کے بارے اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے اور آپ کو عظیم عالم، عظیم مفسر، عظیم محدث، عظیم فقیہ، عظیم مصنف اور عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسے اعظم القابات و خطابات سے یاد کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے "کنز الایمان" کے نام سے قرآن پاک کا جو شاندار ترجمہ کیا وہ اردو زبان میں سب سے بہتر ترجمہ ہے اور علمی، ادبی، اعتقادی ہر لحاظ سے اعلیٰ ہے، دیگر تمام اردو تراجم میں ایک منفرد و ممتاز حیثیت رکھتا ہے اور اپنی مثال آپ ہے۔

امام اہلسنت قدس سرہ امام شعر و ادب تھے، آپ کا نعتیہ دیوان، "حدائق بخشش" حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شعری تصویر ہے اور ہر ہر شعر سے عشق رسالتماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیاں ہے۔ آپ کی شاعری کا محور ہی حب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور تعظیم اولیاء کرام قدس سرہ ہے۔ آپ نے کبھی بھی کسی دنیادار کی قصیدہ خوانی نہ کی بلکہ ایک مرتبہ ریاست نانپارہ (ضلع بہرائچ شریف

پوری) کے نواب کے بعض شعراء نے خوب قصیدہ خوانی کی اور آپ سے بھی بعض نے نواب صاحب کی شان میں قصیدہ لکھنے کی فرمائش کی' آپ نے ان کی فرمائش رد کر دی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نعت شریف لکھی جس کا مطلع یہ ہے ۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

آخر میں نواب نانپارہ کا نہایت ہی لطیف انداز میں ذکر فرمایا ۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارۂ ناں نہیں

امام احمد رضا قدس سرہ ایک سچے عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور عالم باعمل تھے۔ آپ نماز ہمیشہ باجماعت ادا فرماتے تھے۔ مسواک ضرور فرماتے' نماز بڑے اہتمام سے پورے کپڑوں کے ساتھ عمامہ شریف باندھ کر پڑھتے تھے' سخت بیماری میں بھی مسجد میں آکر جماعت سے نماز ادا فرماتے تھے۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے کبھی نہ تھوکتے' نہ قبلہ کی طرف پاؤں پھیلاتے تھے اور نہ ہی بغداد شریف کی طرف پاؤں پھیلانا پسند کرتے تھے۔ سادات کرام کا بہت ہی احترام کرتے' علماء کرام کا حد درجہ احترام کرتے اور طلباء کی بھی بڑی قدر کرتے تھے۔ نابالغ بچوں سے کام لینا ناروا جانتے تھے۔ انگریز سے اس قدر نفرت تھی کہ آپ نے تمام عمر لفافے پر ڈاک کا ٹکٹ الٹا لگایا اور فرماتے' میں نے انگریز کا سر نیچا کر دیا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی شادی جناب شیخ فضل حسین صاحب کی بڑی صاحبزادی ارشاد بیگم کے ساتھ ۱۲۹۱ھ / ۱۸۷۴ء میں ہوئی۔ یہ شادی مسلمانان عالم کے لئے ایک شرعی نمونہ تھی۔ آپ کی ۵ صاحبزادیاں اور ۲ صاحبزادے، حجتہ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان قدس سرہ اور مولانا مصطفیٰ رضا خان (مفتی اعظم ہند) نوری علیہ الرحمتہ تھے۔ اس کے علاوہ آپ کے خلفاء و تلامذہ اور عقیدت کیش علماء کی کثیر تعداد ہے۔ ان خلفاء و تلامذہ نے بھی تبلیغی، تدریسی، صحافتی تصنیفی اور سیاسی میدان میں گراں قدر خدامات انجام دی ہیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے وصال باکمال سے قبل ایمان افروز وصایا شریف لکھوایا، وصال باکمال سے صرف دو گھنٹے سترہ منٹ قبل بھی مسلمانوں کو ہر قسم کے فتنوں سے یوں خبردار فرماتے ہیں :

"تم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو، بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو، دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے، جنھوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا، یہ سب بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں، ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ۔"

پھر یہ عظیم البرکت شخصیت' امام عاشقاں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء بروز جمعتہ المبارک ۲ بجکر ۲۱ منٹ پر عین اذان جمعتہ المبارک میں ادھر حی علی الفلاح کی پکار سنی ادھر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے پورا کلمہ طیبہ پڑھا' چہرہ مبارک پر ایک نور چمکا جس میں حرکت تھی' اس کے غائب ہوتے ہی روح پر فتوح نے داعی الی اللہ کو لبیک کہا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا

یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کو وہ فاجر گیا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

(اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ)

حضرت نذر علی درد کاکوردی علیہ الرحمتہ نے یوں قطعہ تاریخ وصال باکمال رقم کیا ۔

افسوس ہے' افسوس ہے
اے دردِ سال وصل ہے
بے مثل عالم اٹھ گیا
مقبول حق احمد رضا

اس دور کے مشہور و معروف اخبار روز نامہ پیسہ لاہور نے ۳ نومبر ۱۹۲۱ء کو اداریہ " آہ مولانا احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمتہ " لکھ

کر آپ کی شاندار خدمات کا اعتراف کیا گیا تھا۔ آخر میں لکھا کہ :

"آپ ہندوستان میں علوم اسلامیہ و دینیہ کے آفتاب تھے، بڑے فاضل، متبحر و جید عالم، آپ کی وفات سے ہندوستان سے ایک ایسی برگزیدہ ہستی اٹھ گئی جس کی خالی جگہ پر کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں اسلام، علماء و مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی مساعی جمیلہ سے پھیلا اور پھر اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ تقریباً ایک ہزار سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی۔ محمد بن قاسم سے بہادر شاہ ظفر تک حکمرانوں کی غالب اکثریت اہلسنّت تھی۔ رفتہ رفتہ جب سیاسی اقتدار نے جاہ طلبی اور ریاکاری کو جنم دیا تو علماء کے دو طبقے ہو گئے۔ ایک علمائے حق جنہوں نے ہر دور میں اعلائے کلمۃ الحق کو اپنا مشن بنائے رکھا۔ دوسرے علمائے سو، جنہوں نے ہمیشہ دینی و ملی مفادات کو اپنی انا پر قربان کیا۔

جب مغل بادشاہ اکبر اعظم علماء سو کی صحبت سے متاثر ہوا تو اس نے ہندو مسلم اتحاد کی آڑ میں اسلامی تشخص کو ختم کرنے کی ناپاک جسارت کی، یہاں تک کہ اسلام کی ضد میں خنزیر (سور) اور کتے کو پاک سمجھنے لگا، ذبیحہ گاؤ پر عام پابندی لگا دی گئی۔ دربار کے اندر جواء خانہ بنایا گیا، شراب کی دوکان، سردربار لگا دی گئی وغیرہ وغیرہ۔

الغرض اکبر نے علماء سو کی معاونت سے اسلام کا حلیہ بگاڑنے کی پوری پوری کوشش کی تو علماء حق کے سرتاج حضرت امام ربانی مجدد الف

ثانی سرہندی علیہ الرحمتہ نے صدائے حق بلند کی اور دین اکبری کو نیست و نابود کر دیا اور مجاہدانہ روش سے دو قومی نظریہ کی ابتداء کر دی۔ (محمد یوسف صابر، پروفیسر تحریک پاکستان اور علماء و مشائخ مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۸۸ء صفحہ ۷ تا ۱۲ (ملخصاً)۔ نوٹ: دیکھئے تحریک مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ از پیرزادہ سردار علی خاں، مشمولہ ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف (چار مختلف شمارے)

انیسویں صدی عیسوی میں اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن انگریز نامراد نے نہایت شاطرانہ انداز میں برصغیر پاک و ہند پر اپنے قدم جمانے شروع کر دیئے۔ مجاہدین نے مزاحمت کی مگر بے سود ثابت ہوئی۔ چنانچہ سراج الدولہ اور ٹیپو سلطان بھی اپنوں کی غداری کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ ان کی شہادت کے بعد انگریزوں کی راہ میں کوئی خاص رکاوٹ نہ رہی۔ اس طرح مسلمانوں کے ہزار سالہ بے مثال اقتدار کا خاتمہ ہو گیا۔ چونکہ مسلمان یہاں ایک ہزار سال تک فاتح کی حیثیت سے حکمران رہے اس وجہ سے انگریز مسلمانوں سے فطری طور پر خائف تھے۔ اسی خدشے اور مزاحمت کے خوف سے انہوں نے مسلمانوں کو دبانے کے لئے ان پر مظالم کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کر دیا۔ (تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو "دنیائے اسلام کے اسباب زوال" از مولانا حسنین رضا خاں قادری مطبوعہ لاہور۔)

۱۸۵۷ء میں انگریز جیسی دعویدار تہذیب و تمدن قوم نے مسلمانوں کے ساتھ جو ذلت اور جگر خراش برتاؤ کیا وہ بیان سے باہر ہے۔ مظالم کی صرف ایک جھلک ملاحظہ کیجئے:

"زندہ مسلمانوں کو سور کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کڑھاؤ میں ڈلوانا........ سکھ رجمنٹ سے علی روس الاشہاد اغلام کرانا........ فتح

پوری مسجد سے قلعہ کے دروازے تک درختوں کی شاخوں پر مسلمانوں کی لاشوں کا لٹکانا ......... مساجد کی بے حرمتی خصوصاً شاہ جہانی جامع مسجد دہلی کے حجروں میں گھوڑں کا باندھنا، عبادت کی جگہ دفاتر قائم کرنا ......... اور حوض میں پانی کی جگہ گھوڑوں کی لید ڈالنا ناقابل معافی اور غیر ممکن التلافی جرم ہے۔ (محمد فضل حق خیر آبادی، علامہ: "الثورۃ الہندیہ" باغی ہندوستان مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۴۵۔)

انگریزوں نے اسلام کا مطالعہ کیا اور جب مسلمانوں کی نفسیات سے مکمل آگاہ ہو گئے تو انہوں نے ضروری سمجھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسی عظیم دولت نکال دی جائے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے انہیں علماء سو کی ایک ایسی کھیپ مل گئی جو ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگی۔ یہاں صرف دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں :

کسی مخبر نے مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم نانوتوی کے باغی ہونے کی مخبری کر دی۔ اس سے آگے مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کی زبانی سنئے :

"یہ حضرات حقیقتاً " بے گناہ تھے، مگر دشمنوں کی یاوہ گوئی نے ان کو باغی و مفسد و سرکاری خطاوار ٹھہرا رکھا تھا، اس لئے گرفتاری کی تلاش تھی، مگر حق تعالیٰ کی حفاظت برسر تھی، اس لئے کوئی آنچ نہ آئی اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیرخواہ تھے، تازیست خیرخواہ ہی ثابت رہے۔ (عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی۔ "تذکرہ الرشید" جلد ۱ مطبوعہ لاہور صفحہ ۷۹)

دوسری جگہ لکھتے ہیں :

"آپ کو وہ استقلال بنے ہوئے خدا کے حکم پر راضی تھے اور سمجھے ہوئے تھے کہ میں جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔ (عاشق الٰہی میرٹھی، مولوی : "تذکرۃ الرشید" جلد نمبر۱ مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر۸۰)

(نوٹ) تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو۔ (۱) سرفراز خان ۔ المیہ تکفیر لاہور ۱۹۸۵ء (۲) ننگ دین، ننگ وطن، مؤلفہ پروفیسر فیاض کاوش مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء۔ (۳) شیشے کے گھر مؤلفہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء۔ (۴) فیضان امام ربانی مؤلفہ مولونا عبدالحکیم اختر شاہ جہانپوری مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء۔

"یہ ہیں وہ لوگ جن کا دعویٰ ہے سنت پر چلنے کا، لیکن ان کے کسب دیکھو، یہ تو انگریزوں کے طریق پر چلتے ہیں، ان کی متابعت کرتے ہیں، انہی کے دریائے رضا میں غریق ہیں۔ انہیں سنت، طریق رسالت و نبوت سے اور اطاعت سیدالانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کیا کام ؟ ہندوؤں اور انگریزوں کی تو صدق دل سے ریس کرتے ہیں لیکن حسب آیت فلیتنا فس المتنافسون اہل اللہ کی جو ستون دین اور جو ستودۂ خدا ہیں ذرہ بھر ریس نہیں کرتے، یہ بالکل بے عمل ثابت ہوئے۔" (محمد اعظم نوشاہی، مولانا :"بے مثل بشر" مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۳)

انگریزوں نے جب دیکھا کہ ان کے ہاں فرمانبردار اور دلی خیرخواہ

علماء کی کھیپ موجود ہے تو انہوں نے ان سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخانہ اور دل آزار کتابیں لکھوائیں، ان کتابوں میں "تقویت الایمان، حفظ الایمان براہین قاطعہ اور تحذیر الناس" وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ (تفصیلات کے لئے دیکھئے وارث جمال قادری، مولانا "اختلاف بین المسلمین اور اس کا پس منظر" مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء۔ دعوت فکر، مولانا تابش قصوری)

انگریزوں نے ان کتابوں بالخصوص "تقویت الایمان" کو شائع کر کے مفت تقسیم کیا، اس سلسلے میں علماء دیوبند کے ایک ممتاز فرد قاضی شمس الدین درویش (تلمیذ مفتی کفایت اللہ دہلوی) کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں:

"انگریزوں نے مسلمانوں میں سر پھٹول پیدا کرنے کے لئے کسی کم علم دیہاتی مولوی سے گنواری اردو میں کتاب لکھوائی۔ کتاب کی اردو بے حد گھسیاری قسم کی ہے جسے عام اردو دان بھی سمجھ سکتا ہے، پھر ۱۸۵۴ء میں انگریزوں نے رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن سے "تقویت الایمان" کا انگریزی میں ترجمہ کروا کر اسے دور دراز تک پھیلایا۔" (بحوالہ ہنٹر پر ہنٹرز سرسید علی گڑھ صفحہ ۸۵)

پھر مشرق وسطیٰ کے عیسائیوں نے اس کتاب کی شہرت کو چاردانگ عالم میں پہنچانے کے لئے مشہور عربی لغت المنجد طبع بیروت میں اس کتاب کا تذکرہ شائع کیا اور لکھا کہ:

"اثبات توحید اور تردید شرک میں مولانا محمد اسماعیل بن عبدالغنی

دہلوی نے بڑا کام کیا اور " تقویت الایمان " نامی کتاب بھی لکھی۔" (شمس الدین درویش : قاضی، "غلغلہ بر زلزلہ" مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۸ء صفحہ ۱۸۔)

چند سطور بعد مزید لکھتے ہیں :

" انگریزوں نے اس کتاب کو ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہنچایا تاکہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں، وہ آپس میں لڑیں اور انگریز سکون سے حکومت کر سکیں۔" (شمس الدین درویش، قاضی : "غلغلہ بر زلزلہ" مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۸ء صفحہ ۱۹۔)

ظلم کی انتہا ہے کہ انگریزوں کی پسندیدہ کتاب " تقویت الایمان " کا پڑھنا ہر مسلمان کے لئے لازمی قرار دیا گیا اور عین اسلام بتایا گیا، علماء دیوبند کے ممتاز مفتی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ پڑھئے :

"کتاب " تقویت الایمان " نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے، استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر و ثواب کا ہے۔" (رشید احمد گنگوہی، مولانا : "فتاویٰ رشیدیہ" مطبوعہ کراچی ۱۹۸۸ء صفحہ ۸۸)

ان نازک ترین حالات میں علماء حق خاموش نہ بیٹھ سکے بلکہ تڑپ اٹھے، تاج العلماء حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمتہ نے سب سے پہلے اس رسوائے زمانہ کتاب " تقویت الایمان " کے جواب میں ایک مبسوط کتاب " تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ " لکھی۔ (محمد فضل حق خیرآبادی، علامہ : "الثورۃ الہندیہ" باغی ہندوستان مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء صفحہ

۷۲۔)

(نوٹ) "تقویت الایمان" کے رد میں علامہ محمد فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمتہ کی کتاب کے علاوہ دیگر علماء حق نے بھی سینکڑوں کتابیں لکھیں، مناظرے اور مباحثے بھی کئے ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ (صابر)

۱۸۵۷ء میں آپ ہی نے ہندوستان بھر کے جید علماء کی مدد سے انگریزی کے خلاف ایک فتویٰ تیار کروایا اور جامع مسجد دہلی میں جہاد آزادی کا اعلان کر دیا، مجاہدین آزادی میں حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی، سید احمد اللہ شاہ مدراسی، مولوی سرفراز علی جہانپوری، مولانا شاہ رضا علی خان بریلوی، مفتی صدر الدین دہلوی، مفتی سید کفایت علی کافی، مفتی عنایت احمد کاکوروی، مولانا وہاج الدین مراد آبادی، مولوی عنایت علی بریلوی، حکیم سعیداللہ قادری، مولانا رحمت اللہ کیرانوی، عبدالجلیل علی گڑھی، فیض احمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کے ملکی، ملی، دینی، علمی اور عملی کارنامے تاریخ کا روشن باب ہیں۔ (تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل ماخذ کا مطالعہ بہت ضروری ہے "ماہنامہ ترجمان اہلسنت جنگ آزادی نمبر" جولائی ۱۹۷۵ء ۔ "ہفت روزہ الہام شہید آزادی نمبر" ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۵ء ۔ "امتیاز حق" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء مؤلفہ راجہ غلام محمد۔)

مجاہدین آزادی کی بے سروسامانی، اپنوں کی غداری اور نظم و ضبط کے فقدان کے باعث جون ۱۸۵۸ء تک انگریز اس تحریک و جہاد آزادی کو کچل چکے تھے۔ اس کے بعد مسلمانوں پر مصائب و مشکلات کے جو پہاڑ ٹوٹے اس کی نظیر نہیں ملتی، دہلی میں ستائیس ہزار مسلمانوں کو پھانسی دی گئی، سات دن کا قتل عام اس کے علاوہ تھا، صرف دہلی میں پانچ سو علماء

شہید کئے گئے' اضلاع روہل کھنڈ میں پانچ ہزار علماء ظلم و ستم کا نشانہ بنے اور بنگال میں اسی ہزار مجاہدین سے چن چن کر انتقام لیا گیا' ان کی جائیدایں ضبط ہوئیں' جلا وطن ہوئے۔ (رشید احمد گنگوہی' مولانا : فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۸ صفحہ ۸۷)

جہاد آزادی کی ناکامی کے بعد جب سادہ لوح مسلمان انگریز نواز لیڈروں کی وجہ سے پھر کفرو الحاد اور لادینیت کی آغوش میں جانے لگے تو اللہ عزوجل نے ان کی اصلاح و راہنمائی کے لئے ۱۸۵۶ء (جنگ آزادی سے ایک سال قبل) کو سرزمین ہند بریلی شریف میں ایک مصلح و مجدد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ کو پیدا فرما دیا' آپ ہوش سنبھالتے ہی دشمنان اسلام اور منافقین کی ہر قسم کی سازشوں کے خلاف ہر محاذ پر نبرد آزما ہو گئے۔ آپ کو مجاہدین جہاد آزادی سے قلبی لگاؤ تھا بلکہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمتہ کے سچے ترجمان ثابت ہوئے' مسعود ملت پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ نے تو یہاں تک لکھا کہ :

" امام نعت گویاں امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ نے نعت گو شعراء میں مولانا کافی (مفتی سید کفایت علی کافی علیہ الرحمتہ) کو پسند کیا ہے اور انگریزی دور میں جب کہ انگریز کے باغی سے تعلق ظاہر کرنا خطرے سے خالی نہ تھا' امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے نہ صرف اپنا قلبی تعلق ظاہر کیا بلکہ انگریزوں کے اس دشمن جاں' شہید اعظم کو بادشاہ قرار دیا ہے اور خود کو ان کا وزیراعظم۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۔

مہکا ہے میرے بوئے دہن سے علم

یاں نغمہ شیریں نہیں' تلخی سے بہم

کافی سلطان نعت گویاں ہیں رضا
انشاء اللہ میں وزیر اعظم

مجاہدین جہاد آزادی کی طرح اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی انگریزوں کی طرف سے مسلمانوں کے افکار و خیالات میں مداخلت اور قرآن و حدیث پر اعتراضات کو کبھی برداشت نہیں کیا۔ ایک استفتاء کے جواب کے آخر میں نہایت روانی کے ساتھ عیسائیوں پر سخت تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" سبحان اللہ ....... کہاں رب السموت والارض ....... عالم الغیب و الشھادہ ....... سبحنہ و تعالی ....... اور کہاں ....... کوئی بے تمیز' لونکا' ہیولی' بیقہ' ناپاک' ناشائستہ' کھڑے ہو کر موتنے والا.......

ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی ؟

خدارا انصاف .......... وہ عقل کے دشمن' دین کے رہزن' جہنم کے کودن' ایک اور تین میں فرق نہ جانیں .......... ایک خدا کے تین مانیں .......... پھر ان تین کو ایک ہی جانیں .......... بے مثل' بے کفو کے لئے جو رو بتائیں' بیٹا ٹھہرائیں .......... اس کی پاک بندی .......... ستھری' کنواری' پاکیزہ بتول مریم پر ایک بڑھی کی جورو ہونے کی تہمت لگائیں .......... پھر خاوند کی حیات' خاوند کی موجودگی میں بی بی کے جو بچہ پیدا ہو اسے دوسرے کا گائیں .......... خدا اور خدا کا بیٹا ٹھہرا کر ادھر کافروں کے ہاتھ سے سولی دلوائیں' ادھر آپ اس کے خون کے پیاسے'

بوٹیوں کے بھوکے، روٹی کو اس کا گوشت بنا کر، در در چبائیں .......... شراب ناپاک کو، اس پاک معصوم کا خون ٹھہرا کر غٹ غٹ چڑھائیں .......... دنیا یوں گزری .......... ادھر موت کے بعد کفارے کو اسے بھینٹ کا بکرا بنا کر جہنم بھجوائیں .......... لعنتی کہیں، ملعون بنائیں .......... اے سبحان اللہ ! .......... اچھا خدا، جسے سولی دی جائے .......... عجب خدا، جسے دوزخ جلائے .......... طرفہ خدا، جس پر لعنت آئے، جو بکرا بنا کر بھینٹ دیا جائے.......... اے سبحان اللہ ! .......... باپ کی خدائی اور بیٹے کی سولی .......... باپ خدا، بیٹا کس کھیت کی مولی ؟ .......... باپ کے جہنم کو بیٹے ہی سے لاگ .......... سرکشوں کی چھٹی، بے گناہ پر آگ .......... امتی، ناجی .......... رسول، ملعون .......... معبود پر لعنت، بندے مامون، .......... تف تف ! .......... وہ بندے جو اپنے ہی خدا کا خون چوسیں .......... اس کے گوشت پر دانت رکھیں .......... اف اف، .......... وہ گندے جو انبیاء و رسل پر وہ الزام لگائیں کہ بھنگی چمار بھی جن سے گھن کھائیں .......... سخت، فحش، بیہود کلام گھڑیں اور کلام الٰہی ٹھہرا کر پڑھیں .......... زہ زہ بندگی ! .......... خہ خہ تعظیم ! .......... پہ پہ تہذیب .......... قہ قہ تعلیم ! ..........

(احمد رضا خان بریلوی، مجدد مائۃ حاضرہ، الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام، مطبوعہ لاہور ۱۴۱۳ھ صفحہ ۱۷، ۱۸)

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں :

اللہ اللہ ! .......... یہ قوم .......... یہ قوم ! .......... سراسر لوم.......... یہ لوگ جنہیں عقل سے لاگ نہیں، جنہیں جنوں کا روگ

.......... یہ اس قابل ہوئے کہ خدا پر اعتراض کریں اور مسلمان ان کی لغویات پر کان دھریں ؟ اناللہ واناالیہ راجعون ! احمد رضا خان بریلوی' مجدد مائتہ حاضرہ' الصمصام علی مشکک فی آیتہ علوم الارحام' مطبوعہ لاہور ۱۴۱۳ھ صفحہ صفحہ ۱۹)

ایک روز استفتاء کے جواب میں انگریزی تہذیب و تمدن سے یوں اظہار نفرت فرماتے ہیں :

" انگریزی وضع کے کپڑے پہننا حرام' اشد حرام اور انہیں پہن کر نماز مکروہ تحریمی' قریب بحرام' واجب الاعادہ کہ جائز کپڑے پہن کر نہ پھیرے تو گناہ گار' مستحق عذاب......... والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔"
(العطایا النبویہ فی الفتوی الرضویہ جلد ۳ مطبوعہ فیصل آباد صفحہ ۴۴۲)
(محمد مسعود احمد' پروفیسر' "گناہ بے گناہی" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء صفحہ ۴۳)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کو انگریزی حکومت' عدالت' معاشرت اور تعلیم سے شدید نفرت تھی۔ مولانا حسنین رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں :

" اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمتہ انگریز اور اس کی کچہری سے سخت متنفر تھے' مخالفین نے ایک دفعہ آپ کے خلاف ایک دعویٰ دائر کرا دیا اور اعلیٰ حضرت کی کچہری کی حاضری کے لئے سخت کوششیں کی گئیں مگر اعلیٰ حضرت نے فرما دیا تھا کہ "احمد رضا کی خدا چاہے جوتی بھی کچہری نہ جائے گی۔" چنانچہ ایسا ہی ہوا' مقدمہ خارج ہو گیا اور مخالفین کو منہ کی کھانی پڑی۔" (حسنین رضا خان بریلوی' مولانا' "سیرت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ"

مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء صفحہ ۸۹ ملخصاً۔

انگریزی نظام تعلیم پر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی سخت ترین تنقید ملاحظہ کیجئے :

انگریزی اور بے سود تصنیع اوقات تعلیمیں جن سے کچھ کام دین تو دین دنیا میں بھی نہیں پڑتا، جو صرف اس لئے رکھی گئی ہیں کہ لڑکے این و آں مہملات میں مشغول رہ کر دین سے غافل رہیں کہ ان میں حمیت دینی کا مادہ ہی پیدا نہ ہو، وہ جانیں ہی نہیں کہ ہم کیا ہیں اور ہمارا دین کیا ہے؟ (احمد رضا خان بریلوی مجدد مائتہ حاضرہ، المحجتہ الموتمنہ فی آیت الممتحنہ مشمولہ رسائل رضویہ جلد ۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء صفحہ ۹۳)۔

امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کو انگریزی بادشاہوں سے بھی سخت نفرت تھی۔ حضرت سید الطاف علی بریلوی اپنے مقالے "اعلیٰ حضرت بریلوی، چند یادیں" میں لکھتے ہیں :

" سیاسی نظریہ کے اعتبار سے حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب علیہ الرحمتہ بلاشبہ حریت پسند تھے۔ انگریز اور انگریزی حکومت سے دلی نفرت تھی، " شمس العلماء " قسم کے کسی خطاب وغیرہ کو حاصل کرنے کا ان کو یا ان کے صاحبزادگان مولانا حامد رضا صاحب و مصطفیٰ رضا خان صاحب رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کو کبھی تصور بھی نہ ہوا، والیان ریاست اور حکام وقت سے بھی مطلق راہ و رسم نہ تھی بلکہ بقول الحاج سید ایوب علی صاحب مرحوم (جن کو ۴۶ سال تک پیش کار رہنے کا اوپر ذکر آچکا ہے۔) حضرت مولانا ڈاک کے لفافے پر ہمیشہ الٹا ٹکٹ لگاتے تھے

یعنی ملکہ وکٹوریہ، ایڈورڈ ہفتم اور جارج پنجم کے سر نیچے۔" (مرید احمد چشتی، مولانا، "جہان رضا" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء صفحہ ۱۱۸)۔

(نوٹ) پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ کی کتاب گناہ بے گناہی مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۸ پر بھی اس قسم کے ایک خط کا عکس دیا گیا ہے۔

(صابر)

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ انگریزی حکومت کو معمولی نفع بھی پہنچانا گوارہ نہیں فرماتے تھے۔ میرٹھ کے ایک دیندار بہت بڑے رئیس حاجی علاؤالدین صاحب ایک مسئلہ کے استفسار کے سلسلے میں مولوی محمد حسین میرٹھی کے ہمراہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے دریافت فرمایا:

"آپ کے خطوط آتے ہیں، ان میں ٹکٹ زیادہ لگے ہوتے ہیں حالانکہ ۲ پیسے میں لفافہ آتا ہے۔"

حاجی صاحب نے فرمایا کہ حضور ۲ پیسے کے ٹکٹ تو عام لوگوں کے خطوط میں لگائے جاتے ہیں۔"

فرمایا "بلاوجہ نصاریٰ کو روپیہ پہنچانا کیسا ہے۔" (ظفر الدین بہاری ملک العلماء "حیات اعلیٰ حضرت" ج ۱)

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمتہ، انگریزی صورت سے بھی سخت بیزار تھے۔ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں:

"ایک دن بعد نماز تفریح کے لئے بگھی پر گن کیرج فیکٹری کی طرف نکلے، فوجی گوروں کی پارٹی، فیکٹری سے اپنے کوارٹروں کی

طرف جا رہی تھی انہیں دیکھ کر حضرت (امام احمد رضا علیہ الرحمتہ) نے فرمایا "کم بخت بالکل بندر ہیں۔" (مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء صفحہ ۴)

برصغیر پاک و ہند پر انگریزوں کے غاصبانہ قبضہ کے بعد ہندوؤں نے گاندھی کی نگرانی میں میدان سیاست میں قدم رکھا اور "ہندو مسلم بھائی بھائی" کا نعرہ لگا کر اسلام کو ہندو مت میں مدغم کرنے کے ناپاک منصوبے بنانے لگے۔ اس مقصد کے لئے کئی تحریکیں شروع کی گئیں۔ مسعود ملت پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب حقیقت حال سے پردہ اٹھاتے ہیں :

"مسٹر گاندھی نے اپنی منزل مقصود کے لئے ان تحریکات کو بطور ذرائع اختیار کیا یعنی تحریک خلافت' تحریک ترک موالات' تحریک حیوانات' تحریک گاؤ کھشاء سیتاگرہ' برت وغیرہ اور یہ تحریکیں مسلمانوں کو ہندو مسلم اتحاد کی منزل پر لے گئیں' رغبت سے' شوق سے' خوف سے' مستقبل کی امیدوں اور اندیشوں سے' سیاسی لگاؤ سے' معاشی دباؤ سے' معاشرتی چاؤ سے۔" (محمد مسعود احمد' پروفیسر' "تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء صفحہ ۱۲۹۔ ایم ظفر انصاری' "پاکستان کیوں بنا ؟" مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء صفحہ ۱۸' ۱۹)

گاندھی کے زیر اثر چلنے والی تمام تحریکات "ہندو مسلم اتحاد" منظم منصوبہ تھا۔ اس میں گاندھی کو کافی کامیابی ہوئی کیونکہ مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر گاندھی کی بھیانک آندھی (ہندو مسلم اتحاد) کی نذر ہو گئے' ہندو نواز مسلمانوں نے ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا کیا' یہاں تمام تحریکوں کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ ان تحریکوں میں ہندو مسلم اتحاد کی چند جھلکیاں بطور مشت نمونہ از خروارے پیش کی

جاتی ہیں۔

جناب ایم ظفر انصار رقم طراز ہیں :

"شردھانند سرسوتی جو ایک آریہ سماجی تھا اس نے اور پنڈت مدن موہن مالوی (بنارس یونیورسٹی کا وائس چانسلر اور گاندھی کا گرو) نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک شروع کیں۔ یہ شردھانند وہی شخص تھا جسے مسلمانوں نے ہندو مسلم اتحاد کی خاطر جامع مسجد دہلی میں تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا تھا' اس نے اس کے بعد یہ کہنا شروع کر دیا کہ ابھی تو ہم جامع مسجد تک ہی پہنچے ہیں وقت آئے گا کہ اہم اوم کا جھنڈا کعبہ پر بھی گاڑ دیں گے۔ (ایم ظفر انصاری' پروفیسر' "پاکستان کیوں بنا" مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء صفحہ ۱۸ - ۱۹۔)

خواجہ حسن نظامی نے اپنے منتخب روز نامچہ میں لکھا کہ :

"صحیح راستہ یہ ہے کہ گاندھی جی صداقت کی پابندی اور خدمت خلق اور نیک دلی کی وجہ سے اس قابل ہیں کہ ہم ان کی عزت کریں اور یہ کہیں کہ ہر مسلمان گاندھی بن سکتا ہے کیونکہ ہر مسلمان کو خلق خدا کی خدمت اور سچ بولنے' ہمدردی اور نیک دلی کا حکم دیا گیا ہے۔" ("ماہنامہ منادی" نئی دہلی ۱۹۷۱ء چھٹا شمارہ صفحہ ۱)

حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ (بانی مرکزی مجلس رضا لاہور) عینی شاہدوں کے حوالے سے لکھتے ہیں :

گروہ علماء نے مسٹر گاندھی کو جامع مسجد شیخ خیرالدین امرتسر میں لا کر منبر رسول پر بٹھایا اور خود اس کے قدموں میں بیٹھے اور یہ دعا کی گئی

کہ " اے اللہ ! تو گاندھی کے ذریعہ اسلام کی مدد فرما۔" (عبدالنبی کوکب مرحوم، قاضی، "مقالات یوم رضا" حصہ اول مطبوعہ لاہور ۱۹۶۸ء صفحہ ۹۸، ۹۹)

○ سید نور محمد قادری مدظلہ بعض مسلمان لیڈروں کے مشرکانہ اقوال لکھتے ہیں :

○ مولانا ظفر الملک نے کہا " اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے۔"

○ مولانا شوکت علی نے فرمایا " زبانی جے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اگر تم ہندو بھائیوں کو راضی کرو گے تو خدا راضی ہوگا"

○ مولانا عبدالباری یوں گوھر افشاں ہوئے " ان ( گاندھی ) کو اپنا راہنما بنا لیا ہے جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں.........." (سید نور محمد قادری، مولانا، "احمد رضا کی بصیرت کے چند مناظر" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء صفحہ ۱۸)۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمتہ نے بھی ہندو مسلم اتحاد کے دوران بعض شرکیہ امور کی نشاندہی فرمائی ہے :

مسلمان خود مندروں میں گئے، مساجد چھوڑ کر وہاں نمازیں پڑھیں گئیں، دعائیں مانگی گئیں، قشقہ لگوایا .......... ہندو لیڈروں کو مساجد میں لے گئے، منبروں پر بیٹھایا.......... گاندھی کے حکم سے سیتہ گرہ کے دن روزہ رکھا .......... وید کو الہامی کتاب تسلیم کیا .......... کرشن جی کو حضرت موسیٰ ( علیہ السلام ) کا لقب مان لیا تھا۔ (نعوذباللہ) .......... بدایوں کے ایک جلسے میں ایک ہندو مقرر نے یہ تجویز پیش کی کہ مسلمان

رام لیلا منائیں، ہندو محرم منائیں.......... (سید محمد سلیمان اشرف بہاری، مولانا، "الرشاد" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء صفحہ ۱۳ تا ۱۷ ملخصا")

مولانا محمد میاں قادری نے انصار الاسلام کے جلسہ منعقد بریلی ۲۲ شعبان ۱۳۳۹ھ / ۱۹۲۰ء میں اپنے صدارتی خطبے میں ان امور کی طرف اشارہ فرمایا :..........

۱ ۔ قشقہ لگوانا..........

۲ ۔ مشرکوں کی جے پکارنا..........

۳ ۔ رام لچھمن پر پھول چڑھانا..........

۴ ۔ رامائن کی پوجا میں شریک ہونا..........

۵ ۔ ارتھی کاندھوں پر اٹھا کر مرگھٹ لے جانا..........

۶ ۔ مشرک میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا اور وہ بھی مسجد میں..........

۷ ۔ مسجدوں میں مشرکوں کی تعزیت کے جلسے کرنا..........

۸ ۔ اللہ کو رام کہنا..........

۹ ۔ خطبہ جمعہ میں مشرک کی تعریف کرنا..........

۱۰ ۔ دسہرے میں شریک ہونا..........

۱۱ ۔ سنکھ بجانا..........

۱۲ ۔ قربانی گاؤ کو بھینٹ چڑھانا..........

۱۳ ۔ قاتل مشرکوں کی رہائی کی کوشش کرنا..........

۱۴ ۔ قربانی کی گائے زبردستی چھین کر اس کو گئوشالہ پہنچانا..........

(محمد مسعود احمد، پروفیسر، "مسعود ملت تحریک آزادی ہند اور السوادالاعظم" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء صفحہ ۱۳۴ ۔)

نام نہاد مسلمان لیڈروں نے ہندو مسلم اتحاد کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور ہندوؤں کی خوشنودی کی خاطر مدینہ منورہ سے منہ موڑ کر گنگا کی طرف کر لیا تو ان حالات میں بھی سادہ لوح مسلمانوں پر کیا گزری؟ اب تصویر کا دوسرا رخ بھی ملاحظہ کیجئے۔

جناب منشی تاج الدین احمد تاج علیہ الرحمتہ ہندو مسلم اتحاد کے زبردست حامی حکیم اجمل خان صاحب کو ہندو مسلم اتحاد کی فریب کاریوں سے آگاہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

علاقہ بہار میں ہندوؤں نے محض قربانی گائے کو روکنے یعنی مسلمانوں کے ایک مذہبی اور دینی شعار کو قطعاً بند کرنے کے لئے ہزارہا کی تعداد میں اور لشکروں کی صورت میں مجتمع ہو کر اور ہر طرح کے اسلحہ جات سے مسلح ہو کر اور گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار ہو کر ہزارہا مسلمانوں کو زخمی اور قتل کیا' ایک نہیں دو نہیں' مسلمانوں کے ایک سو چالیس گاؤں اور دو ہزار سات سو مکانات اس بے دردی کے ساتھ لوٹے کہ جن کی تفصیل سے کلیجہ منہ کو آتا ہے' مسلمانوں کے مکانات کا لوٹا ہوا مال ظالم ہندو ہاتھیوں پر لاد کر لے گئے۔ مسلمانوں کی لاکھوں روپے کی جائیدادیں' آپ کے ہندو دوست کئی دن تک لوٹتے رہے' مسلمانوں کے لاتعداد مکانات کو آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اگر کسی غریب مسلمان نے ڈر کے مارے اپنے برتن کسی کنوئیں میں پھینک دیئے تو آپ کے ہندو دوستوں نے پتہ لگا کر وہاں سے بھی نکال لئے آپ کے ہندو دوستوں نے مسلمانوں کی کئی زندہ گائیں جلادیں۔ آپ کے ہندو دوستوں نے لاتعداد مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کی عصمت دری کی' آپ کے ہندو

دوستوں نے مسلمانوں کی پانچ عالیشان مسجدیں شہید کر دیں اور باقی تمام علاقے میں کوئی ایسی مسجد نہ چھوڑی جس کی بے حرمتی نہ کی گئی اور اس کو جگہ جگہ سے منہدم نہ کیا گیا ہو۔ آپ کے ہندو دوستوں نے مسلمانوں کے قرآن مجید پھاڑ پھاڑ کر ایسے پرزے اڑائے کہ مسلمانوں کے پاس پڑھنے کے لئے قرآن شریف کا ایک نسخہ بھی نہ رہا۔ جس پر ان مظلوموں نے غیر علاقے کے مسلمانوں سے درخواست کی کہ ہمیں پڑھنے کے لئے قرآن مجید بھیجے جائیں' آپ کے ہندو دوستوں نے پندرہ ہزار مسلمانوں کو خانماں برباد کر دیا جن کے پاس سر چھپانے کو جگہ نہ رہی اور یہ خانماں برباد مسلمان کھیتوں میں چھپتے چھپاتے دن رات مختلف مقامات میں بھاگتے پھرے اور کئی کئی دن تک بچے' بوڑھے اور عورتیں فاقہ کرتی رہیں۔

(تاج الدین احمد تاجؒ' "ہندوؤں سے ترک موالات" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء صفحہ ۲۔)

بقر عید کے موقع پر کٹار پور میں مسلمانوں پر وہ ظلم کئے کہ جنہیں سن سن کر جگر شق ہوتا ہے اور دل خون کے آنسو روتا ہے' ایک نہیں دو نہیں قریباً تیں مسلمانوں کو زندہ آگ میں جلا دیا گیا نیز مٹی کا تیل ڈال کر جلا دیا گیا۔ مسلمان عورتوں کی عصمت دری کی گئی' مسجدوں کی بے حرمتی کی گئی' قرآن شریف کے ساتھ ناپاک سلوک کیا گیا' یہ ہیں آپ کے رحم دل اور سوراج کے طالب ہندوؤں کے کارنامے' مگر آپ پھر بھی ہندوؤں کے ساتھ دوستی اور اتحاد کے لئے ایڑی چوٹی تک کا زور لگا رہے ہیں اور خدائی فرمان کے مطابق ظالم' منافق اور جہنمی بن رہے ہیں۔" (تاج الدین احمد تاج "ہندوؤں سے ترک موالات" صفحہ ۸)۔

جب مسلمانوں کے بڑے بڑے لیڈر گاندھی کی خوفناک آندھی کی

نذر ہو گئے، ہندو مسلم اتحاد کی آڑ میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو ملکی، ملی اور دینی ناقابل تلافی نقصان پہنچایا، مسلمان لیڈروں سے ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کی خوشی میں ایمان سوز افعال اور اقوال سرزد ہوئے" مسلمانوں کی وحدت ملی پارہ پارہ ہونے لگی تو ان نازک ترین حالات میں بریلی شریف سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے مسلمانوں کے قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شمع روشن کر کے ملی فکر پیدا کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ ہندوؤں نے جب مسلمانوں سے سیاسی پلیٹ فارم سے ترک گاؤ کشی کا مطالبہ کیا اور انسداد قربانی گاؤ کے سلسلے میں ہندو نواز لیڈروں (ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل خان، مولانا عبدالباری) نے مسلمانوں کو اسلامی اشعار گائے کی قربانی ترک کرنے کی ہدایت کر کے ہندوؤں کے مطالبہ کی تائید کر دی تو اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے ایک تصنیف "انفس الفکر فی قربان البقر (۱۲۹۸ھ / ۱۸۸۰ء) لکھ کر مسلمانوں کی راہنمائی فرمائی، یہ کتاب جب مولوی شبلی نعمانی کے استاد مولانا ارشاد حسین رامپوری علیہ الرحمتہ نے پڑھی تو یہ مختصر و جامع تبصرہ کیا :

"الناقد بصیر" (یہ پرکھنے والا آنکھیں رکھتا ہے۔) (امام احمد رضا خان بریلوی، مجدد مائتہ حاضرہ، "النفس الفکر فی قربان البقرہ" مشمولہ رسائل رضویہ ج ۲ مرتبہ اختر شاہ جہانپوری علامہ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء صفحہ ۲۲۴۔)

اس تصنیف لطیف میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے قرآن و حدیث سے نفس قربانی اور گائے کی قربانی پر تفصیلی بحث کے بعد تمام شبہات و اعتراضات کا شافی جواب دیا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں :

"ہم ہر مذہب و ملت کے عقلا سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں بزور مخالفین گاؤ کشی قطعاً بند کر دی جائے اور بلحاظ ناراضی ہنود اس فعل کو کہ ہماری شرع ہرگز اس سے باز رہنے کا ہمیں حکم نہیں دیتی یک قلم موقوف کیا جائے تو کیا اس میں ذلت اسلام متصور نہ ہوگی، کیا اس میں خواری و مغلوبی مسلمین نہ سمجھی جائے گی۔ کیا اس وجہ سے ہنود سے ہم پر گردنیں دراز کرتے اور اپنی چیرہ دستی پر اعلیٰ درجہ کی خوشی ظاہر کر کے ہمارے مذہب و اہل مذہب کے ساتھ شماتت کا موقع ہاتھ نہ آئے گا، کیا بلاوجہ وجیہہ اپنے لئے ایسی دنائت و ذلت اختیار کرنا اور دوسروں کو دینی مغلوبی سے اپنے اوپر ہنسوانا ہماری شرع مطہر جائز فرماتی ہے" حاشا و کلا حاشا و کلا ہرگز نہیں" ہرگز نہیں" ہماری شرع ہرگز ہماری ذلت نہیں چاہتی۔ نہ یہ متوقع کہ حکام وقت صرف ایک جانب کی پاسداری کریں اور دوسری طرف کی توہین و تذلیل روا رکھیں۔" (احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ مجدد مائتہ حاضرۃ، "انفس الفکر فی قربان البقر" مشمولہ رسائل رضویہ ج ۲ مرتبہ اختر شاہ جہانپوری، علامہ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ صفحہ ۲۲۴۔)

ہندوؤں نے تحریک گاؤ کشی کے بعد دوسری چال چلی کہ ہجرت مسلمانوں کی ایک شاندار روایت ہے لہٰذا ہندوستان کے مسلمان یہاں سے ہجرت کر جائیں، ہندوؤں کی اس پرفریب چال میں بھی بعض مسلمان آگئے، چنانچہ بعض ہندو مسلم اتحاد کے حامی علماء نے غیر منقسم ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر انگریز کا قبضہ اور اقتدار تسلیم کر لیا اور سود کو جائز قرار دیا تھا۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ نے اس نازک موقع پر بھی

مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی اور "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" (۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۸ء) نامی کتاب تصنیف فرما کر ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیا' اس طرح انہوں سود کو حرام اور ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ غاصبانہ قرار دیا۔ دارالحرب قرار دینے والوں نے خود تو ہجرت کا نام تک نہ لیا مگر سادہ لوح مسلمانوں کو یہاں سے ہجرت کر جانے کی تلقین کی۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ ایک جگہ لکھتے ہیں :

"الحاصل ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہیں' عجب ان سے جو تحلیل ربوا کے لئے جس کی حرمت نصوص قاطعہ قرآنیہ سے ثابت اور کیسی کیسی سخت وعیدیں اس پر وارد' اس ملک کو دارالحرب ٹھہرایں اور باجود قدرت و استطاعت ہجرت کا خیال بھی دل میں نہ لائیں' گویا یہ بلاد اسی دن کے لئے دارالحرب ہوئے تھے کہ مزے سے سود کے لطف اڑایئے اور باآرام تمام وطن مولوف میں بسر فرمائے۔" (امام احمد رضا بریلوی' مجدد مائتہ حاضرہ' "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" مشمولہ دواھم فتوے مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء صفحہ ۲۳۔

نوٹ : مولانا احترام الحق تھانوی (خلف الرشید مولانا احتشام الحق تھانوی) نے ایک انٹرویو میں یہ حیرت انگیز انکشاف کیا ہے کہ :

"دارالحرب کے فتوے بھی اصل میں کانگریسی مولویوں نے دیئے اور کہا کہ ہندوستان دارالاسلام نہیں (نام اگر لوں گا تو بدمزگی پیدا ہو گی) لیکن وہ وقت بھی آجائے گا کانگریسی ذہن رکھنے والے علماء نے ہند کے دارالکفر کے بھی فتوے دیئے۔" (ماہنامہ ترجمان اہل سنت ستمبر ۱۹۸۲ء

صفحہ ۱۱ ) ( صابر )

سر زمین بریلی شریف سے اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کی صدائے حق جب علمائے حق کے کانوں میں گونجی تو وہ اس آواز سے بہت متاثر ہوئے۔ علماء حق نے اس تاریک ماحول میں متفقہ طور پر اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ کو اپنا " رہبر و رہنما " تسلیم کر لیا تا کہ سادہ لوح مسلمانوں کو دشمنوں کی ناپاک چالوں سے محفوظ رکھا جا سکے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ ایک بے لوث' بے باک' متحرک اور فعال رہنما ثابت ہوئے' علماء آپ کے فیصلوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے' آپ کی قوت فیصلہ کے بارے میں علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی رائے ملاحظہ فرمایئے :

مولانا ( اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ ) ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔ (رحیم بخش شاہین' پروفیسر "اوراق گم گشتہ" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء صفحہ ۱۸۵۔)

غالباً آپ کی اسی قوت فیصلہ کی وجہ سے علماء حق نے آپ کو رہنما تسلیم کیا تھا۔ مولانا شاہ سید محمد خالد میاں فاخری ایک مقالے میں ایک خفیہ دستاویز سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں :

" آج سے چوراسی سال قبل مولانا شاہ فضل رسول قادری رحمتہ اللہ علیہ کے عرس کے سلسلہ میں بمقام درگاہ قادریہ بدایوں بماہ جمادی

الثانی ۱۳۱۷ھ (۱۸۹۹ء) علماء مشائخ کا اجتماع تھا۔ ۷ ربیع الثانی کو جب کہ تقریبات عرس اختتام کو پہنچ چکی تھیں ملک کی انتشاری کیفیت ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی' سیاست میں شرکت و عدم شرکت' آئے دن بدعقیدوں کی جانب سے نت نئے مسائل کا مقابلہ' ایسے موضوعات پر بند کمرہ میں گفتگو شروع ہوئی' متعلقہ حضرات نے اپنے اپنے مطمع نظر تفصیل سے پیش کیے اور دو دن تک مسلسل مباحثہ جاری رہا' جس کے بعد طے کیا گیا کہ :.........

"علماء کی تقسیم کی گئی ......... علماء کا ایک گروہ میدان مناظرہ گرم کرے گا ......... علماء کا دوسرا گروہ میدان سیاست میں سرگرم عمل ہو گا......... علماء کا تیسرا گروہ جب ضرورت ہو گی مناظرہ میں بھی شریک ہو گا' ورنہ سیاست میں کام کرے گا۔

مجدد مائتہ حاضر (اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ) بریلی میں مرکز کی حیثیت رکھیں گے اور اپنی تحریرات کے ذریعہ مختلف امور میں راہنمائی کریں گے

اس خفیہ نشست سے قبل ۱۸۹۷ء میں پٹنہ (بہار) میں بھی سنی کانفرنس منعقد کرا کر تقریباً تین سو علماء و مشائخ نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی قیادت پر بھرپور اعتماد کیا تھا۔ اس کانفرنس میں دو قومی نظریہ کی وضاحت احسن طریقے سے کی گئی تھی۔

پٹنہ (بہار) سنی کانفرنس کے اجلاس سے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے خطاب فرماتے ہوئے نام نہاد مسلمانوں کو اس طرح بے نقاب

کیا :

"تم نے دیکھا یہ حالت ہے کہ ان لیڈر بننے والوں کے جذبات کی کہ کیسے شریعت کو بدلتے، مسلتے، پاؤں کے نیچے کچلتے اور خیرخواہ اسلام بن کر مسلمانوں کو چھیلتے ہیں۔ موالات مشرکین ایک .......... معاہدہ مشرکین دو .......... استفتاعت مشرکین تین .......... مسجد میں اعلائے مشرکین چار .......... ان سب میں پہلا مبالغہ یقیناً قطعاً .......... لیڈروں نے خنزیر کو دنبے کی کھال پہنا کر حلال کیا ہے.........." (سید عالم قادری "سنی کانفرنس" مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء صفحہ ۱۸۔)

۱۹۱۲ء / ۱۳۱۳ھ میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے مسلمانان عالم کی بالعموم اور مسلمانان ہند کی بالخصوص معاشی استحکام کے لئے "تدبیر فلاح و نجات و اصلاح" نامی پیاری کتاب لکھ کر راہنمائی کا حق ادا کیا، مسلمانوں کی اقتصادی زبوں حالی و معاشی بدحالی دور کرنے کے لئے یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ اس کتاب میں معاشی بہبود کی خاطر مندرجہ ذیل چار تجاویز دی گئی ہیں۔

۱ ۔ ان امور کے علاوہ جن میں حکومت دخل انداز ہیں، مسلمان اپنے معاملات باہم فیصل کریں تاکہ مقدمہ بازی میں جو کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں پس انداز ہو سکیں۔

۲ ۔ بمبئی، کلکتہ، رنگون، مدارس، حیدر آباد دکن کے تونگر مسلمان اپنے بھائیوں کے لئے بنک کھولیں۔

۳ ۔ مسلمان اپنی قوم کے سوا کسی سے کچھ نہ خریدیں۔

۴ ۔ علم دین کی ترویج و اشاعت کریں۔

(محمد رفیع اللہ صدیقی، پروفیسر "فاضل بریلوی کے معاشی نکات" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء صفحہ ۹، ۱۰)

سیاسی حالت اس وقت تک مضبوط نہیں ہو سکتی جب تک معاشی حالت بہتر نہ ہو، اسی لئے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے سیاسی استحکام کے لئے معاشی اصول بھی واضح کر دیئے تھے تاکہ مسلمان اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکیں اور غیروں کے دست نگر نہ بنیں۔

۱۹۱۹ء میں فرنگیوں نے اپنی فطرت کے مطابق ترکی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تو اس سانحہ کا اثر ہندوستان کے مسلمانوں پر بھی ہوا۔ بعض مسلمان لیڈروں نے جذبات میں آکر تحریک خلافت کا آغاز کر دیا تو گاندھی نے آندھی کی طرح اس تحریک میں شمولیت کر کے ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ لگا دیا۔ ۱۹۲۰ء میں اچانک اس نے تحریک ترک موالات کی ابتداء کر کے کانگریس کو مضبوط کیا، تحریک خلافت اور تحریک موالات "ہندو مسلم اتحاد" کا مظہر ثابت ہوئیں۔



ہندوؤں اور مسلمانوں نے انگریز دشمنی کی بنیاد پر مشترکہ بنیاد پر اتحاد کے مظاہرے کئے۔ تحریک خلافت میں مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی، حکیم اجمل خان، ڈاکٹر انصاری، مولانا ظفر علی خان اور مولانا حسرت علی موہانی وغیرہ شامل تھے۔ اس تحریک سے بھی مسلمانوں کو مذہبی، اقتصادی، معاشرتی تمدنی و تہذیبی ناقابل تلافی نقصانات ہوئے۔ (دیکھئے محمد مسعود احمد، پروفیسر "تنقیدات و تعاقبات" امام احمد رضا مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء)

اس دل خراش موقع پر بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے

مسلمانان ہند کی راہنمائی کا فریضہ احسن طریقے سے سرانجام دیا۔ آپ نے ایک کتاب " دوام العیش فی الائمتہ من قریش " تصنیف فرمائی۔ اس میں ایک جگہ لکھتے ہیں :

" سلطنت علیہ عثمانیہ ایدھا اللہ تعالٰی نہ صرف عثمانیہ ہر سلطنت اسلام نہ صرف سلطنت، ہر جماعت اسلام نہ صرف جماعت ہر فرد اسلام کی خیرخواہی مطلقاً فرض عین ہے اور وقت حاجت دعا سے امداد و اعانت بھی، ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس سے کوئی عاجز نہیں اور مال یا اعمال سے اعانت فرض کفایہ ہے.........." امام احمد رضا بریلوی، مجدد عاتئہ حاضرہ "دوام العیش فی الائمتہ من قریش" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء صفحہ ۴۶)

دوسری جگہ تحریک خلافت کی حقیقت سے یوں پردہ اٹھاتے ہیں :

ترکوں کی حمایت تو محض دھوکے کی ٹٹی ہے، اصل مقصود غلامی ہنود سوراج کی چکی ہے۔ بڑے بڑے لیڈروں نے جس کی تصریح کر دی ہے۔ بھاری بھرکم خلافت کا نام لو، عوام بھڑیں، چندہ خوب ملے اور گنگا و جمنا کی مقدس زمینیں آزاد کرانے کا کام چلے۔" خلیل اشرف اعظمی علامہ "پاک و ہند کی اسلامی تحریکیں اور علمائے حق" مطبوعہ لاہور۔

اے پس رو مشرکاں بہ زم زم نہ رسی
کیں رہ کہ تو می روی نہ گنگ و جمن
است

اعلٰی حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ اپنے دور کی عظیم شخصیت تھی، چونکہ اہلسنت کے رہنما تھے اس لئے علی برادران (مولانا شوکت علی علیہ

الرحمتہ" مولانا محمد علی علیہ الرحمتہ ) تحریک ترک موالات پر آپ سے دستخط کرانے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ڈاکٹر ایچ بی خان ( حافظ بابر خان ) نے روئیداد اس طرح لکھی ہے :

" مولوی احمد رضا خان بریلوی ( علیہ الرحمتہ ) نے بھی ترک موالات کے فتویٰ پر دستخط سے انکار کر دیا تھا' مولانا شوکت علی ( علیہ الرحمتہ ) اور مولانا محمد علی ( علیہ الرحمتہ ) بذات خود مولوی احمد رضا خان بریلوی ( علیہ الرحمتہ ) کے پاس اس فتویٰ پر دستخط کرانے کے لئے گئے تو مولوی احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ نے کہا کہ "ہماری سیاست مختلف ہے وہ یہ ہے کہ آپ " ہندو مسلم اتحاد " کے حامی اور مویٔد ہیں جب کہ میں اس کے خلاف ہوں مگر میں آزادی کے خلاف نہیں ہوں۔"

(ایچ بی خان' ڈاکٹر "برصغیر پاک و ہند کی سیاست میں علماء کا کردار" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء صفحہ ۱۵۶۔)



منشی عبدالرحمٰن خان ہندوؤں کی جماعت کانگریس کے عزائم کے بارے میں لکھتے ہیں :

" ہندو دھرم کے احیاء اور مسلمانوں کا صفحہ ہند سے نام و نشان مٹانے کے لئے ۱۸۸۷ء میں کانگریس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ ۲۱ - ۱۹۲۰ء میں جب چند مسلمان کانگریس میں شامل ہو گئے تو اس کا پرکاہ جتنی بھی وقعت نہ دیتے ہوئے پنڈت جواہر لال نہرو کے والد پنڈت موتی لال نہرو کھلم کھلا اعلان کر دیا کہ کانگریس ہندو جماعت ہے' چند مسلمانوں کے اس میں شریک کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا' پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی مسلمانوں کو کسی گنتی میں شمار نہ کرتے ہوئے برملا کہہ دیا کہ ایک عالم

تحریک میں ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں' کانگریسی لیڈر لالہ لالجپت رائے نے حقیقت پر سے پردہ اٹھاتے ہوئے صاف کہہ دیا کہ کانگرس میں مسلمان اس لئے کرئے پر لائے گئے ہیں کہ ان کی شرکت سے ہندو کانگریس کو نیشنل کانگریس ظاہر کیا جائے اور اس کے ذریعہ ہندو راج کے قیام کی مہم جاری رکھی جائے' اس حقیقت کے انکشاف کے بعد مولانا محمد علی جوہر اور مسٹر محمد علی جناح کانگریس سے علیحدہ ہو گئے لیکن کانگریسی علماء ہندوؤں کی چیرہ دستیوں اور مسلم کشیوں کو مقامی مناقشات کا نام دے کر ہندوؤں کے انسانیت سوز مظالم گھٹاتے اور اپنی اہمیت بڑھاتے رہے.........."

ہندو مسلم اتحاد کے لئے مسلمانوں نے جو قربانیاں دیں وہ تمام قربانیاں ہندوؤں کے کھاتہ میں چلی گئیں۔ ہندوؤں کی تنظیم کانگریس میں مسلمان لیڈر جوق در جوق داخل ہوئے۔ اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے مسلمانوں کو کانگریس میں شمولیت سے روک کر راہنمائی کا فریضہ ادا فرمایا۔ جناب محمد عبدالحکیم قادری ایم' اے لکھتے ہیں کہ :

" میرے والد بزرگوار قاضی محمد یٰسین (علیہ الرحمتہ) نے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ سے فتویٰ منگایا اور کئی ہزار کاپیاں چھپوا کر تقسیم کیا' اس فتویٰ میں درج تھا کہ مسلمانوں کے لئے کانگریس میں شامل ہونا " حرام " ہے۔ وطن کی آزادی کے لئے مسلمان' ہندوؤں میں مدغم ہونے کی بجائے اپنی علیحدہ تنظیم کریں۔ اس اشتہار کا عنوان تھا۔

" مسلمانو ! کانگریس سے بچو ! "

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے ہم عصر بزرگ سلطان العلماء

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمتہ نے بھی بالکل اسی قسم کا فتویٰ دیا ہے۔ آپ سے کسی نے کانگریس میں شامل ہونے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ :

" اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ ایک دردمند انسان تھے، سخت علالت کے باوجود بھی آپ نے مسلمانوں کی رہنمائی نہ چھوڑی، ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمتہ کے نام ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں :

" ۱۲ ربیع الاول شریف سے طبیعت ایسی علیل ہوئی کہ کبھی نہیں ہوئی تھی۔ چار چار پہر پیشاب بھی بند رہا، میں نے وصیت نامہ بھی لکھوا دیا تھا، مولیٰ تعالیٰ نے فضل کیا، مرض زائل ہوا، مگر آج دو مہینے کامل ہوئے، ضعف میں فرق نہیں، مسجد کو چار آدمی کرسی پر بٹھا کر لے جاتے اور کرسی پر لاتے ہیں، اسی حالت میں "ترک موالات و ترک وطن و استعانت بکفار وارد خال مشرکین، بمسجد" وغیرہ امور دائرہ پر ایک جواب لکھنا پڑا کہ پانچ جز سے زائد ہو گیا، آیت کریمہ ممتحنہ کی اس میں کافی بحث کر دی گئی ہے، اسی کے لحاظ سے اس کا نام " المحجتہ المؤتمنہ فی اٰیتہ الممتحنہ " رکھا یہ رسالہ چھپ رہا ہے۔"

نوٹ : (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے کانگریس میں مسلمانوں کی شرکت حرام قرار دے کر علیحدہ تنظیم کی تلقین فرمائی چنانچہ ۱۹۰۶ء میں مسلمانوں نے اپنے تحفظ اور جائز حقوق کے تحفظ کے لئے " مسلم لیگ " کا قیام عمل میں لا کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے ارشاد کی تعمیل کر دی۔ صابر)

اس کتاب میں " ہندو مسلم اتحاد " پر ایمان افروز تبصرہ کیا گیا

ہے' دو قومی نظریہ کی وضاحت سے تحریک پاکستان کو تقویت ملی ہے۔ اس کتاب میں ایک جگہ آپ ہندو نواز لیڈروں کو یوں مخاطب ہوتے ہیں :

"کیا وہ ہم سے دین پر نہ لڑے' کیا قربانی گاؤ پر ان کے سخت ظالمانہ فساد پرانے پڑ گئے' کیا کٹار پور اور آرا اور کہاں کہاں کے ناپاک و ہولناک مظالم جو ابھی تازے ہیں' دلوں سے محو ہو گئے' بے گناہ مسلمان نہایت سختی سے ذبح کیے گئے' مٹی کا تیل ڈال کر جلائے گئے' ناپاکوں نے پاک مسجدیں ڈھائیں' قرآن کریم کے پاک اوراق پھاڑے جلائے اور ایسی ہی باتیں جن کا نام لے کر کلیجہ منہ کو آئے۔

**الالعنۃ اللہ علی الظلمین** " سن لو اللہ کی لعنت ظالموں پر۔"

اب کوئی درد رسیدہ مسلمان ان لیڈروں سے یہ کہہ سکتا ہے یا نہیں کہ اے اسٹیجوں پر مسلمان بننے والو ! ہمدردی اسلام کا ظاہری تانا تننے والو ! کچھ حیاء کا نام باقی ہے تو ہندوؤں کی گنگا میں ڈوب مرو' اسلام و مسلمین و مساجد و قرآن پر یہ ظلم توڑنے والے کیا یہی تمہارے بھائی' تمہارے چہیتے' تمہارے پیارے' تمہارے سردار' تمہارے پیشوا' تمہارے مددگار' تمہارے غمگسار' مشرکین ہند نہیں جن کے ہاتھ آج تم بکے جاتے ہو' جن کی غلامی کے گیت گاتے ہو' اف اف اف' تف تف تف۔

( نوٹ ) تحریک ترک موالات' تحریک ہجرت اور تحریک خلافت وغیرہ کے بارے میں بھی پیر سید مہر شاہ گولڑوی علیہ الرحمہ اور اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے خیالات میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے تفصیل کے لئے دیکھئے مقالہ حضرت مجدد گولڑوی اور ہندو مسلم اتحاد مشمولہ ماہنامہ تبیان کراچی مجدد گولڑوی نمبر۱ اکتوبر' نومبر۱۹۸۶ء (صابر)

دوسری جگہ گاندھی کے دیوانوں کو یوں غیرت دلاتے ہیں :

"واقعی بندگی بے چارگی جب ہندوؤں کی غلامی ٹھہری، پھر کہاں کی غیرت اور کہاں کی خوداری، وہ تمہیں ملیچھ جانیں، بھنگی مانیں، تمہارا پاک ہاتھ جس چیز کو لگ جائے گندی ہو جائے، سودا بیچیں تو دور سے ہاتھ میں ڈال دیں، پیسے لیں تو دور سے یا پنکھا وغیرہ پیش کر کے اس پر رکھوا لیں، حالانکہ بحکم قرآن خود وہی نجس ہیں اور تم ان نجسوں کو مقدس، مطہر بیت اللہ میں لے جاؤ، جو تمہارے ماتھا رکھنے کی جگہ ہے، وہاں ان کے گندے پاؤں رکھواؤ، مگر تم کو اسلامی حس ہی نہ رہا، محبت مشرکیں نے اندھا بہرا کر دیا"۔ (از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

مسلمانوں کے بعض لیڈر جب گاندھی کے پرفریب جال میں پھنس کر رہ گئے تو ان کو نکالنے کے لئے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، مناظرے کیے، مکتوبات ارسال کئے، مارچ ۱۹۲۱ء بریلی شریف میں "ہندو مسلم اتحاد" کے بارے میں مناظرہ ہوا، اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی طرف سے مولانا مفتی امجد علی، مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، مفتی برہان الحق جبل پوری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین شامل ہوئے۔ ان کی قیادت مولانا سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمتہ نے کی۔ گاندھی کی طرف سے مولانا نثار احمد کانپوری، مفتی کفایت اللہ دہلوی، مفتی احمد سید دہلوی شریک ہوئے۔ ان کی قیادت مولانا آزاد نے کی، اہلسنّت کے اکابرین نے مولانا آزاد سے ۷۰ (ستر) سوالوں کے جواب طلب کیے اور ان کے اخباری بیانات، تقریروں اور بعض حرکات پر شدید اعتراضات کیے۔ مولانا آزاد بوکھلا اٹھے اور کوئی معقول جواب نہ

دے سکے البتہ گاندھی کی لنگوٹی سے چمٹے رہنے کا تہیہ کر لیا۔ (دیکھئے ڈاکٹر سید جمال الدین' ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم "امام احمد رضا بریلوی اور مولانا آزاد کے افکار" مطبوعہ کراچی ۱۹۹۱ء مولانا آزاد نے اپنی روش نہ بدلی اور راہ راست پر نہ آئے آخر دم تک ہندوؤں کا ساتھ نہ چھوڑا اور آنجہانی ہو گئے۔ (صابر)

مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمتہ کو گاندھی کے پرفریب جال سے نکالنے کے لئے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے یکے بعد دیگرے بائیس مکتوبات ارسال کئے کافی عرصہ دونوں طرف سے خط و کتابت جاری رہی بالاخر ۲۰ مئی ۱۹۲۱ء کے اخبار ہمدم لکھنؤ میں اپنی توبہ ان الفاظ میں شائع کرا کر سرخرو ہوئے :

" اے اللہ ! میں نے بہت سے گناہ دانستہ کئے اور بہت سے نادانستہ کئے۔ سب کی توبہ میں کرتا ہوں۔ اے اللہ ! میرا استغفار قبول فرما۔ اے اللہ ! میں نے امور قولاً و فعلاً" تحریراً و تقریراً بھی کیے ہیں' جن کو میں گناہ نہیں سمجھتا ہوں' مولوی احمد رضا خان صاحب (علیہ الرحمتہ) نے ان کو کفر یا ضلال یا معصیت ٹھہرایا' ان سب سے اور ان کے مانند امور سے جن میں میرے مرشدین اور مشائخ سے کوئی قدوہ میرے لئے نہیں ہے' محض مولوی موصوف پر اعتماد کر کے توبہ کرتا ہوں۔ اے اللہ ! اے اللہ ! توبہ قبول کرنے والے میری توبہ قبول کر۔"

(ماہنامہ کنزالایمان لاہور' اکتوبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۷۔ (تفصیل کے لئے پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کی کتاب تنقیدات و تعاقبات امام احمد رضا مطبوعہ لاہور کا مطالعہ فرمائیں۔)

علی برادارن :۔ مولانا محمد علی جوہر علیہ الرحمتہ' مولانا شوکت علی علیہ الرحمتہ نے بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی صدائے حق پر

بالاخر لبیک کہی، صدرالافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں دونوں حاضر ہوئے اور آپ کے دست حق پرست پر ہندو نوازی، کفریہ اقوال سے توبہ کرکے اپنی آخرت سنواری۔

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے اپنی ساری زندگی ملت اسلامیہ کے عقائد کی پاسبانی میں گزار دی۔ آپ نے مسلمانوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عشق، ادب و احترام کا درس دیا، ایک ہزار سے زائد تصانیف کے علاوہ تقریر کے ذریعہ بھی امت مسلمہ کی راہنمائی فرمائی، مولانا محمد علی جوہر علیہ الرحمتہ نے کیا خوب بات کہی ہے:

"اقبال علیہ الرحمتہ کا کلام جو تھا اس نے مسلمانوں کے دلوں کو قرآن کی طرف موڑ دیا اور اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کا کمال یہ تھا، انہوں نے مسلمانوں کے قلوب کو صاحب قرآن کی طرف پھیر دیا۔"

(ماہنامہ کنزالایمان لاہور اکتوبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۷)



دشمنوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے آپ نے مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمتہ کے نام ایک مکتوب میں لکھا۔

کافر ہر فرد و فرقہ دشمن مارا
مرتد مشرک یہود و گبر و ترسا

مشرک راہ بندہ باش و بانصرانی
ہر کار حرام، این است زشیطان فتویٰ

کافر کا ہر فرد اور ہر فرقہ ہمارا دشمن ہے، کیا مرتد و مشرک، کیا یہود اور آتش پرست و ستارہ پرست، یہ فتویٰ شیطان کا ہے کہ ہندو

مشرک کے غلام بن جاؤ اور انگریز کے ساتھ ہر معاملہ حرام ہے۔

مسلمانوں کو دین کے چوروں سے یوں خبردار فرماتے ہیں ۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا در اقدس چھوڑ کر گاندھی کے قدموں میں آنے والوں کی یوں باز پرس کرتے ہیں ۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے اپنے وصال باکمال سے کچھ دن قبل بھی مسلمانوں کو مختلف فرقوں بالخصوص گاندھوی فرقہ سے ہمیشہ دور رہنے کی تلقین فرمائی۔ وصیت ملاحظہ فرمائیں۔

"تم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلم کی بھولی بھیڑیں ہو، بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں، تمہیں فتنے میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سے بچو اور دور بھاگو ! دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے غرض کتنے ہی فرقے ہوئے اور اب سب سے نئے گاندھوی ہوئے، جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا، یہ سب بھیڑیے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں، ان کے حملوں سے

اپنا ایمان بچاؤ۔"

(حسنین رضا خان بریلوی' مولانا' ایمان افروز وصایا شریف مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء صفحہ ۱۸)۔

تقریباً آدھی صدی' اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی شمع مسلمانوں کے قلوب میں فیروزاں کرنے اور ملت اسلامیہ کی ہر طرح راہنمائی کرنے' باطل فرقوں کے خلاف جہاد بالقلم کو بام عروج تک پہنچانے کے بعد ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء بروز جمعہ المبارک جمعہ کے وقت عظیم اور بے باک راہنما امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے اس دارفانی سے کوچ فرمایا۔ اناللہ وانا علیہ راجعون۔

۳ نومبر ۱۹۲۱ء کو روز نامہ پیسہ اخبار لاہور کے مدیر نے آپ کے بارے میں تعزیتی نوٹ لکھا جس کا عنوان تھا:

" آہ! مولانا احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمتہ "

اس عنوانات کے تحت آپ کی خدمات کو سراہا ہے' آپ کے سیاسی موقف کے بارے میں لکھا:

" ترک موالات کے متعلق مرحوم کی رائے یہ تھی کہ جب مسلمانوں میں ترک موالات کا حکم صاف ہے تو اس میں استثناء کی ضرورت نہیں۔ وہ یہ کہ جب اسلام میں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے ساتھ یکساں موالات کا حکم ہے' تو جس طرح انگریزوں اور ان کی حکومت سے ترک موالات کیا جاتا ہے' ویسے ہی ہندوؤں سے بھی جو مشرکین شمار

کیے جاتے ہیں' ترک موالات ہونی چاہیے' یہ منطق نہایت کمزور ہے کہ انگریزوں سے تو ترک موالات ہو اور ہندوؤں سے محض سیاسی اتحاد کے لئے موالات روا رکھی جائے۔" (آر بی ۔ مظہری' محترمہ' "امام احمد رضا دنیائے صحافت میں" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء صفحہ ۲۵)

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے وصال باکمال کے بعد آپ کے تلامذہ' خلفاء اور عقیدت مند علماء نے سختی سے آپ کے فرمان پر عمل کیا' احسن طریقے سے مسلمانوں کی راہنمائی کا بیڑا اٹھا لیا۔ مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن اشد ضروری تھا۔ اس سلسلے میں اہلسنت کے ایک مفکر محمد عبدالقدیر علیہ الرحمتہ نے ۱۹۲۵ء میں " ہندو مسلم اتحاد پر خط گاندھی کے نام " میں تقسیم ہند کے سلسلے میں تفصیلی تجاویز پیش کیں کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہو وہ مسلمانوں کو دیئے جائیں' ان علاقوں کی نشاندہی بھی کر دی۔ جن علاقوں میں دوسری قوموں کی اکثریت ہو وہ انہیں دیئے جائیں۔ (محمد مسعود احمد پروفیسر' مسعود ملت تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء صفحہ ۲۷۵ ( ملخصا )

۱۹۳۰ء میں جب علامہ اقبال علیہ الرحمتہ نے خطبہ الٰہ آباد میں تقسیم ہند کی اس تجویز کو پیش کیا تو خلیفہ اعلیٰ حضرت' صدرالافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ نے سب سے پہلے اس تجویز کی تائید و توثیق فرمائی :

" ڈاکٹر محمد اقبال کی رائے پر کہ ہندوستان کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ ایک حصہ ہندوؤں کے زیر اقتدار اور دوسرا مسلمانوں کے ........ ہندوؤں کو کس قدر اس پر غیظ آیا یہ ہندو اخبارات کو دیکھنے

سے ظاہر ہو گیا ......... کیا یہ کوئی ناانصافی کی بات تھی؟ اگر اس سے ایک طرف مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچتا تھا تو ہندوؤں کو بھی اسی نسبت سے فائدہ ملتا تھا ......... کیا چیز تھی جو اس رائے کی مخالفت پر ہندوؤں کو برانگیختہ کرتی رہی اور انہیں اس میں اپنا کیا ضرر نظر آیا؟ بجز اس کے کہ مسلمانوں کی بقاء کی ایک صورت اس میں نظر آتی تھی اور انہیں تھوڑا سا اقتدار مل جاتا تھا......... اس حالت میں مسلمان کہلانے والی جماعت (جمعیت العلماء ہند) وغیرہ ہندوؤں کا کلمہ پڑھتی رہی اور اپنی اس پرانی فرسودہ لکیر کو پیٹا کرے تو اس پر ہزار افسوس۔" (محمد مسعود احمد، پروفیسر، "مسعود ملت تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء صفحہ ۲۷۶)۔

مارچ ۱۹۲۵ء میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد (بھارت) میں "آل انڈیا سنی کانفرنس" چار روز ہوئی ........ صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اس کے ناظم اعلیٰ، حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے خلفاء و تلامذہ اور عقیدت مند علماء نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ چند ایک کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

عارف ربانی، مولانا سید احمد اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمتہ (خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ) مولانا سید غلام قطب الدین علیہ الرحمتہ، مولانا سید محمد سلیمان اشرف بہاری (خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ) مولانا سید محمد علی حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمتہ، مولانا شاہ احمد مختار میرٹھی علیہ الرحمتہ (خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ)، مولانا حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ (ابن و خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ)، مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ (خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ)، مولانا سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی علیہ الرحمتہ (خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ)، مولانا محمد

یعقوب خان بلاسپوری (خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ)، مولانا عبدالجید آنولوی علیہ الرحمتہ، امیر ملت مولانا سید جماعت علی شاہ علی پوری علیہ الرحمتہ، مولانا عبدالحفیظ حقانی آنولوی علیہ الرحمتہ، مولانا محمد حسین اجمیری علیہ الرحمتہ، مولانا سید فاضل کچھوچھوی علیہ الرحمتہ، مولانا معوان حسین رامپوری علیہ الرحمتہ، مولانا محمد یٰسین عباسی چڑیا کوٹی علیہ الرحمتہ۔

اس کانفرنس میں علماء مشائخ کو منظم کیا گیا اور متحدہ پاک و ہند کے گوشے گوشے میں اس جماعت کی شاخیں قائم کی گئیں۔ اس میں بائیس ہزار سے زائد مقتدر علماء و مشائخ سنی کانفرنس کے سرپرست بن گئے۔ کانفرنس میں شرکاء کی تعداد ایک کروڑ سے متجاوز ہو گئی۔ (محمد جلال الدین قادری، مولانا، "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۷۶ تا ۹۸)

مولانا سید محمد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے اپنے طویل خطبہ کے آخر میں فرمایا :

"اے میرے پیارے سنیو ! خدا کرے کہ تم غفلت کو ہٹاؤ، ہوشیار ہو، اغیار کو پہچانو، اپنی تنظیم کی قدر کرو، محبت اور اتفاق کا تخمہ جماؤ، بڑھو، پھولو، پھلو اور تمہارے اقتدار کا پرچم زمین پر لہراتا ہو۔" (محمد جلال الدین قادری، مولانا، "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء صفحہ ۱۳۶)

حجتہ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمتہ نے اپنے عدیم المثال خطبہ میں ایک جگہ فرمایا :

"الحاصل مسلمان، ہندو اور ہندو پرستوں سے پرہیز کریں، اپنے

امور ان کے ہاتھ میں نہ دیں، اپنے آپ کو ان کی رائے کے سپرد نہ کریں، رہزنوں کو راہنما نہ بنائیں، ان کی مجالس میں شرکت نہ کریں، ان کی چکنی چپڑی باتوں اور درد اسلام کی دعوٰی سے دھوکہ نہ کھائیں، حریفاں چابک فن سے بچیں۔" (محمد جلال الدین قادری، مولانا "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۸ء ص ۱۷۸)۔

ان کے علاوہ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری علیہ الرحمتہ نے بھی بے مثال خطبہ میں مسلمانوں کو منظم کرنے پر زور دیا ......... اور ہر قسم کے فتنوں سے دور رہنے کی تلقین فرمائی۔

۱۹۳۵ء میں بدایوں میں بھی آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں دیگر مقررین کے علاوہ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمتہ نے مسلمانوں کی باوقار زندگی کے لئے سیاسی محرکات اور ضروریات پر روشنی ڈالی۔



فروری ۱۹۴۶ء میں پھپھوند ضلع اٹاوہ میں آل انڈیا سنی کانفرنس، مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی، مولانا محمد عبدالحامد بدایونی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین بھی شامل تھے۔ اس کانفرنس میں بھی سیاسیات ہند اور مسئلہ پاکستان کے بارے میں مثبت تقاریر کی گئیں۔ (تفصیل کے لئے "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" مرتبہ محمد جلیل الدین قادری مطبوعہ لاہور مطالعہ فرمائیں۔)

قیام پاکستان کی منزل کو قریب تر کرنے کے لئے علماء و مشائخ

اہلسنت نے اپنی کوششیں تیز کر دیں۔ اسی مقصد کے لئے ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں پانچ سو مشائخ عظام' سات ہزار علمائے کرام اور دو لاکھ سے زائد سینوں نے شرکت کی۔ اس تاریخی حقیقت کو سابق صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے بھی بتاریخ ۲۲ ستمبر ۱۹۸۰ء مشائخ کنونشن اسلام آباد میں ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے :

" آپ کو بنارس میں منعقد ہونے والا (اپریل) ۱۹۴۶ء کا وہ عظیم اجتماع بھی یاد ہوگا جس میں برصغیر کے طول و عرض سے چھ ہزار علماء و مشائخ اور لاکھوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ اس ایمان افروز اجتماع نے نظریہ پاکستان کی تائید و توثیق کر کے حصول پاکستان کی منزل کو آسان بنا دیا۔" (ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ اگست ۱۹۸۲ء ص ۲۔)

حضرت سید محمد محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے اس کانفرنس میں تاریخ ساز خطبہ دیا جو تحریک پاکستان میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا :

" میرے دینی رہنماؤ ! میں نے عرض داشت میں ابھی ابھی پاکستان کا لفظ استعمال کیا ہے اور پہلے بھی کئی جگہ پاکستان کا لفظ آچکا ہے۔ ملک میں اس لفظ کا استعمال روز مرہ بن گیا ہے در و دیوار پر پاکستان زندہ باد' تجاویز کی زبان میں پاکستان ہمارا حق ہے' نعروں کی گونج میں پاکستان لے کے رہیں گے؟ مسجدوں میں' خانقاہوں میں' بازاروں میں' ویرانوں میں لفظ پاکستان لہرا رہا ہے' اس لفظ کو پنجاب کا یونینسٹ لیڈر بھی استعمال کرتا ہے اور ملک بھر میں ہر لیگی بھی بولتا ہے اور ہم سینوں کا بھی یہی

محاورہ ہو گیا اور جو لفظ مختلف ذہنوں کے استعمال میں ہو اس کے معنی مشکوک ہو جاتے ہیں۔ جب تک بولنے والا اس کو واضح طور پر نہ بتا دے۔" (محمد جلال الدین قادری "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۳۷۵، ۳۷۶)

پھر مختلف مفہوموں کا تجزیہ کیا اور بتایا کہ سنی کیسا پاکستان چاہتے ہیں؟ تمام مفہوموں کے بعد آپ نے فرمایا کہ آل انڈیا سنی کانفرنس کے پیش نظر پاکستان کی کیا شکل ہو گی؟ آپ فرماتے ہیں:

"لیکن آل انڈیا سنی کانفرنس کا پاکستان ایسی ایک خودمختار آزاد حکومت ہے جس میں شریعت اسلامیہ کے مطابق فقہی اصول پر کسی قوم کی نہیں بلکہ اسلام کی حکومت ہو، جس کو مختصر طور پر یوں کہئے کہ خلافت راشدہ کا نمونہ ہو، ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت ساری زمین پاکستان ہو جائے، لیکن اگر عالم اسباب میں رفتہ رفتہ، درجہ بدرجہ، حصہ بہ حصہ، تھوڑا تھوڑا کر کے پاکستان بنتا جائے تو اس کو بنایا جائے۔ کسی حصہ زمین کو پاکستان بنانا اس کے سوا کسی دوسرے حصے کے ناپاک رہنے پر رضامندی نہیں ہے۔ بلکہ عالم اسباب میں حکمت تدریج ہے.........."

مزید فرماتے ہیں:

"آل انڈیا سنی کانفرنس کے پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم چلانے سے پہلے خوب سوچ لیا جائے کہ داور حشر کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے؟ پاکستان میں اس مجرم کو نہ بخشا جائے گا جو کلمہ پڑھ کر اپنے کو سنی کہہ کر اسلامی اقتدار کے تصور سے چڑتا ہو۔" (محمد جلال

الدین قادری "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸، ص ۲۷۷۔)

اس کانفرنس میں متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی گئی :

" آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہلسنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے واسطے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں کہ جو قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔" (محمد جلال الدین قادری "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء صد ۲۸۳۔)

جون ۱۹۴۶ء ہی میں اجمیر شریف میں آل انڈیا سنی کانفرنس عظیم الشان انداز میں منعقد ہوئی۔ اس میں بھی اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے نامور خلیفہ حضرت سید محمد محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمتہ نے یادگار خطبہ ارشاد فرمایا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی یاد تازہ کر دی۔ فرمایا کہ :

اے سنی بھائیو ! اے مصطفیٰ کے لشکریوں ! اے خواجہ کے مستو ! اب تم کیوں سوچو کہ سوچنے والے مہربان آگئے اور تم کیوں رکو کہ چلانے والی طاقت خود آگئی۔ اب بحث کی لعنت کو چھوڑ دو۔ اب غفلت کے جرم سے باز آؤ۔ اٹھ پڑو، کھڑے ہو جاؤ، چلے چلو .......... ایک منٹ بھی نہ رکو .......... پاکستان بنا لو تو جا کر دم لو .......... کہ یہ کام اے سینو سن لو کہ صرف تمہارا ہے۔

حضرات ! میں نے بار بار پاکستان کا نام لیا ہے اور آخر میں صاف

کہہ دیا ہے کہ پاکستان بنانا صرف سینوں کا کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں سے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے نہ شاعری ہے اور نہ سنی کانفرنس سے غلو کی بناء پر ہے۔ پاکستان کا نام بار بار لینا جس قدر ناپاکوں کو چڑ ہے اسی قدر پاکوں کا وظیفہ ہے اور اپنا اپنا وظیفہ کون سوتے، جاگتے، اٹھتے، بیٹھتے، کھاتے، پیتے پورا نہیں کرتا۔" اب رہا پاکستان کار سنیان است۔" (محمد جلال الدین قادری "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" مطبوعہ لاہور صفحہ ۳۰۶)

آل انڈیا سنی کانفرنس نے تاریخی فیصلہ دے دیا کہ :

اگر بالفرض مسٹر جناح (قائد اعظم) مطالبہ پاکستان سے دستبردار ہو بھی جائیں تو بھی سنی کانفرنس اس میں ان کی موافقت نہ کرے گی اور اپنا مطالبہ پاکستان ضرور حاصل کرے گی۔ مسلمانوں کو یہ حق مل کر رہے گا.........." (محمد جلال الدین قادری "خطبات آل انڈیا سنی" کانفرنس مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۳۱۲)



اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے پچیسویں عرس مبارک منعقدہ ۲۳، ۲۵ صفرالمظفر ۱۳۶۵ھ /۲۸، ۳۰ جنوری ۱۹۴۶ء کو بریلی شریف میں خلفاء اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے تحریک پاکستان کے بارے میں پروز تقاریر فرمائیں۔ مفتی اعظم مولانا محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمتہ نے اپنے خطاب ذیشان میں فرمایا :

" ہماری تمام سنی کانفرنسیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں ہر ہر صوبہ میں قائم ہیں، کانگریس کے مقابلہ

میں پوری جدوجہد کر رہی ہیں، چنانچہ پچھلے الیکشن میں
ان کانفرنسوں کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور کانگریس
کو شکست ہوئی، سنی کانفرنس کی کوششیں بہت مفید
ثابت ہوئیں، اس وقت ہم پھر یہی اعلان کرتے ہیں کہ
مسلمان کانگریس کی اور کانگریس کے کھڑے ہوئے
امیدوار کی کانگریس کی حامی جماعتوں کی فریب کاری
میں نہ آئیں۔"

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ
نے اپنی تقریر دل پذیر میں فرمایا :

"پاکستان کے معنی یہ ہیں کہ ہندوستان کے ایک
حصہ میں ایسی اسلامی حکومت قائم کی جائے جو شریعت
طاہرہ کے آئین اور فقہی اصول کے مطابق ہو، مسلمان
یہ عزم کر لیں تو دنیا کی کوئی طاقت ایسی حکومت قائم
ہونے سے روک نہیں سکتی۔ اگر آپ کو پاکستان حاصل
کرنا ہے تو آپ اسلامی زندگی حاصل کیجئے ........."

خلفاء اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کو قیام پاکستان سے قلبی لگاؤ
تھا، حتیٰ کہ عرس کے موقع پر بازار میں قائم کیے جانے والے بعض ہوٹلوں
کے نام بھی "پاکستان" کی نسبت سے رکھے گئے، مثلاً ایک ہوٹل کا نام
"حامدی پاکستان ہوٹل" (منسوب بہ مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمتہ) تھا۔

(محمد جلال الدین قادری "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص
۹۹)

نومبر ۱۹۴۵ء میں ہندوستان کے مسلم اخبارات و رسائل میں علامہ عیش فیروز پوری علیہ الرحمتہ کے قلم سے "ترانہ پاکستان" شائع ہوا۔ جس کے ابتدائی دو شعر یہ تھے۔

سر تا بقدم قربانی، ہم لوگ ہیں پاکستانی
ہم لوگ ہیں پاکستانی، ہم لوگ ہیں پاکستانی

ہے پاک ہمارا باطن، ہے پاک ہمارا ظاہر
کیا شکل نہیں پہچانی، ہم لوگ ہیں پاکستانی

خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمتہ نے جولائی ۱۹۱۸ء میں امرتسر سے "ہفت روزہ الفقیہ" جاری کیا تھا، یہ معروف پرچہ تھا، ۱۹۴۱ء کے بعد اس پرچے کے سرورق پر الفقیہ امرتسر (پاکستان) لکھا ہوا تھا۔

(نوٹ) افسوس کہ امرتسر پاکستان میں شامل نہ ہو سکا۔ (صابر)



۱۹۴۰ء کو منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں جب قرارداد پاکستان منظور ہوئی تو اس وقت برصغیر کے ممتاز مسلم لیگی لیڈروں کے علاوہ اہلسنّت کی طرف سے علامہ عبدالحامد بدایونی، علامہ ابوالحسنات قادری، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے نمائندگی فرمائی۔ علامہ بدایونی علیہ الرحمتہ نے قرارداد کے حق میں ذیشان خطاب بھی فرمایا۔ (محمد صادق قصوری مؤرخ اکابر تحریک پاکستان مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۴۷، ۱۴۹)

## تصویر کا دوسرا رخ

اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھئے کہ جب اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے خلفاء تلامذہ اور دیگر علماء اہلسنّت نے علامہ اقبال علیہ الرحمتہ اور قائداعظم کے ساتھ مل کر مسلم لیگ کو منظم کیا اور پاکستان کی منزل کو آسان کر دیا تو ہندو غیظ و غضب میں آگئے اور انہوں نے تحریک پاکستان کی شدید مخالفت شروع کر دی۔ ہندوؤں کے لیڈر مہاتما گاندھی نے غصے میں کہا :

"میں ہندوستان کی تقسیم کو ایک گناہ سمجھتا ہوں۔" (سمیع اللہ "قیام پاکستان کا تاریخی اور تہذیبی پس منظر" مطبوعہ لاہور ۱۹۶۰ء ص ۶۶)

مزید کہا : اگر سارا ہندوستان جل کر راکھ ہو جائے، ہم پھر بھی مطالبہ پاکستان منظور نہیں کریں گے، خواہ مسلمان اسے بزور شمشیر کیوں نہ طلب کریں۔"

۲۱ مارچ ۱۹۲۵ء کو دہلی سے شائع ہونے والے اخبار روز نامہ میں لالہ ہردیال نے اپنے رویئے میں شدت پیدا کرتے ہوئے کہا :

"مذہب اسلام ایک ایسی انوکھی چیز ہے کہ مسلمان کسی ملک میں دوسری قوموں کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتے، پس اسلام کی تاریخ اور مزاج کو جان کر ہمیں ہندو اتحاد کی کوشش کرنی چاہئے اب تو صرف ذاتی طور پر شدھی کرنی چاہئے، سوراجیہ ملنے پر ریاست کی مدد سے شدھی تحریک کو ترقی دینی ہوگی۔"

سردار ولبھ بھائی پٹیل نے کانگریس کی آٹھویں سالگرہ پر بمبئی میں گوالیاٹینک کے مقام پر تقریر کرتے ہوئے کہا :

"حکومت مسلمانوں کو پاکستان تو کیا ایک انچ زمین بھی نہیں دے گی، پھر بھی مسلمان پاکستان کا شور مچاتے ہیں، پاکستان اگر مل سکتا ہے تو ہندوؤں سے۔" (سمیع اللہ قریشی "قیام پاکستان کا تاریخی اور تہذیبی پس منظر" مطبوعہ لاہور ۱۹۹۰ء ص ۱۰۲۔)

پنڈت جواہر لال نہرو کو پاکستان کا مطالبہ کرنے والے کروڑوں مسلمان "مٹھی بھر" لوگ معلوم ہونے لگے :

"ایک مٹھی بھر لوگوں کے علاوہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں نسلی، تہذیبی اور لسانی کسی قسم کے اختلاف نہیں ہیں۔" (نیو یارک ٹائمز ۱۹ جولائی ۱۹۴۲ء) (راجا رشید محمود اقبال، "قائداعظم اور پاکستان" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء ص ۱۱۰۔)

سر چھوٹو رام نے ۱۸ اگست ۱۹۴۴ء کو کہا :

"مسلم لیگ کو پنجاب کے مسلمانوں کے مفاد کی بالکل پروا نہیں، جب تک میں زندہ ہوں، پاکستان کے خواب کو پنجاب میں ترقی نہ پانے دوں گا۔"

(نوٹ) اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے بہت عرصہ پہلے واضح کر دیا تھا کہ "کافر کا ہر فرد اور ہر فرقہ ہمارا دشمن ہے۔" ہندو تو روز ازل سے مسلمانوں کا دشمن ہے۔ ان کی دشمنی تو سب پر عیاں ہے۔ مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لئے ہندوؤں نے مندرجہ ذیل پروگرام اپنے اخبارات و رسائل میں اعلانیہ طور پر شائع کیا، اس پروگرام کو تمام ہندو وقتاً فوقتاً عملی جامہ پہناتے رہتے ہیں۔

## پروگرام :

۱۔ مسلمانوں کی مذہبی یا دیگر رسوم میں شرکت نہ کی جائے۔
۲۔ اپنے ہاں کی رسوم میں مسلمان باجہ بجانے والوں کو نہ بلایا جائے۔
۳۔ مسلمانوں سے تجارتی لین دین نہ کریں، خصوصاً مسلمانوں سے مال خریدنے سے محترز رہیں۔
۴۔ اراضی کی کاشت صرف ہندوؤں سے کرائی جائے۔
۵۔ قرضہ کے لین دین میں مسلمان ساہوکاروں یا اسامیوں سے معاملہ طے نہ کیا جائے۔
۶۔ کوئی وکیل کسی مسلمان کا مقدمہ نہ لے۔
۷۔ تعزیہ یا دیگر رسومات اہل اسلام میں مالی مدد نہ کی جائے۔
۸۔ مسلمانوں کے ہاتھ کوئی جانور فروخت نہ کیا جائے۔
۹۔ کسی کی تعمیر یا کسی اور غرض کے لئے زمین مفت نہ دی جائے اور نہ ہی فروخت کی جائے۔
۱۰۔ کسی خانگی کام کے لئے مسلمانوں کو ملازم نہ رکھا جائے۔
۱۱۔ مسلمانوں کا مذبوحہ نہ خریدا جائے۔
۱۲۔ مسلمان فقیروں کو کسی قسم کی خیرات نہ دی جائے کیونکہ اس سے فقیر اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔
۱۳۔ مسلمان حکیموں سے ہندو دوا نہ لیں اور ہندو وید یا ڈاکٹر مسلمانوں کو دوا نہ دیں۔

۱۴ - اگر صرف مسلمان پیشہ ور ہوں تو ان پیشوں کی ہندو کو تعلیم دی جائے۔

(اخبار سودھرم مہاراشٹر' اخبار وکیل امرتسر ۶ فروری ۱۹۳۶ء ص ۳ بحوالہ "مضطرب صدائیں" مرتبہ منشی عبدالرحمن خان' مطبوعہ ملتان ۱۹۸۸ء ص ۳۴۰' ۳۴۱) (صابر)

ہندوؤں نے کانگریس کو مضبوط کرنے کے لئے بہت سے مسلمانوں کو اور ان کی کئی جماعتوں کو لالچ دے کر اپنا بنا لیا۔ نام نہاد مسلمان جو پکے کانگریسی ہو گئے انہوں نے تحریک پاکستان کی شدید مخالفت شروع کر دی۔

عبداللطیف سیٹھی نے مسلمانوں کی ان جماعتوں کی نشاندہی کی ہے جنہوں نے تحریک پاکستان کی ہر موڑ پر مخالفت کی تھی۔ وہ لوگ جو پاکستان کی تحریک کے مخالف تھے یہ تھے :

۱ - جمعیت علمائے ہند' اب جمعیت علمائے اسلام یعنی دیوبندی حضرات' یہ لوگ انڈین نیشنل کانگریس کے طرف دار اور ورکز تھے' پاکستان کی تحریک کے حق میں حصہ لینے والوں کو گمراہ خیال کرتے تھے اور گاندھی نہرو وغیرہ کو اپنا سیاسی لیڈر اور قومی راہنما تسلیم کرتے تھے۔

۲ - اہل حدیث حضرات' یہ علماء بھی پاکستان کی تحریک کے خلاف تھے۔

۳ - احرار' یہ لوگ اسلامی و شرعی و سیاسی نقطہ نظر سے کانگریسی تھے۔

۴ ۔ خاکسار، یہ لوگ بھی پاکستان کی تحریک کے شدید مخالف تھے۔

۵ ۔ اسلامی جماعت، مولانا مودودی صاحب، علامہ اقبال کے ایماء پر پنجاب آئے تھے۔ جب وقت آیا تو پاکستان کی مخالفت کی۔

۶ ۔ اہل حدیث، یہ لوگ بھی پاکستان کی تحریک کے مخالفین کیمپ میں تھے۔

(عبداللطیف سیٹھی "نفاذ شریعت کا مسئلہ" روزنامہ جنگ لاہور ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء

مندرجہ بالا جماعتوں کے راہنماؤں نے مسلم لیگ، پاکستان اور اس کی حامی جماعتوں کو ننگی گالیاں دیں اور نظریہ پاکستان کی مخالفت ایسی کی کہ ہندوؤں کو بھی مات کر گئے۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے نعرہ لگایا کہ "قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ مذہب سے نہیں بنتیں۔ (سید نور محمد قادری "اقبال کا آخری معرکہ" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء ص ۷۶)

ابوالکلام آزاد نے گاندھی کی یوں ترجمانی کی :

" پاکستان کا لفظ ہی میری طبیعت قبول نہیں کرتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا ایک حصہ تو پاک ہے باقی ناپاک۔" (ضیاء الحامدی، مولانا "پاکستان اور کانگریسی علماء کا کردار" مطبوعہ لاوہر ص ۲۳)

مفتی محمود (جمعیت علماء ہند کے رہنما) نے ۱۹۴۴ء میں فتویٰ دیا تھا کہ "دنیا کی تمام قوموں سے رشتے ناطے جائز ہیں لیکن کسی مسلم لیگی کو لڑکی دینا ناجائز ہے.........."

(اخبار آزاد ۱۵ اگست ۱۹۴۴ء بحوالہ ہفت روزہ شہاب لاہور یکم اگست ۱۹۶۳ء تحریک اسلامی اور اس کے مخالفین ص ۳۸۰)

۱۹۴۶ء میں ہندو اخبار روزنامہ ملاپ میں مولوی غلام غوث ہزاروی کا یہ بیان شائع ہوا :

" مسلم لیگی لیڈر کافرہ لڑکیوں سے شادیاں رچا کر بھی مسلمان ہی رہتے ہیں۔ دراصل ان کی مسلمانی گوشت خوری کے لئے ہے۔"

عطا اللہ شاہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا :

" جو لوگ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں۔" (ظفر علی خان، مولانا " چمنستان " مطبوعہ لاہور ۱۹۴۴ء ص ۱۶۵۔)

حبیب الرحمٰن لدھیانوی ( صدر مجلس احرار ) نے میرٹھ میں دانت پیستے ہوئے غصہ میں کہا : " دس ہزار علماء اور شوکت اور ظفر، جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کیے جا سکتے ہیں۔"

قاضی مظہر حسین چکوال کا بیان ہندو اخبار روز نامہ ملاپ ۳ فروری ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا کہ :

" مسلم لیگ کی بنیاد انگریز نے رکھی ہے اور یہ مسلم لیگی انگریز کے ایجنٹ ہیں.........." ( ضیاء الهادی مولانا "پاکستان اور کانگریسی علماء کا کردار" مطبوعہ لاہور ص ۲۶ )

مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے کانگریس کی محبت میں آ کر ایک دفعہ پانی کا لوٹا لے کر اور سگریٹ کے ڈبے کے ٹکڑے سے لے کر ایک ہندو دوست کے لئے پاخانہ بھی صاف کیا تھا۔ (محمد اسماعیل سنبھلی مولانا "مقامات تصوف" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۲۷۴ - ۲۴۸۔)

مفتی کفایت اللہ دہلوی نے فتویٰ دیا کہ :

"پاکستان کا مطالبہ ہمارے خیال میں مسلمانوں کے لئے مضر ہے'
کیونکہ حقیقی پاکستان تو نہ مانگا جاتا ہے اور نہ اس کے ملنے کی توقع۔"
(نواب الدین گولڑوی' حاجی' "تحریک پاکستان اور دیوبندیوں کا کردار" مطبوعہ لاہور
ص ۲۶۔)

عطاء اللہ شاہ بخاری نے تحریک پاکستان پر یوں حیرت کا اظہار
کیا :

"پاکستان بننا تو بڑی بات ہے کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو کہ
پاکستان کی "پ" بھی بنا سکے۔" (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص
۸۸۳) خلیل اشرف رضوی مولانا' "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے
اور" مطبوعہ لاہور ص ۱۵۲۔)

عبدالمجید شیخ جالندھری (صدر مجلس کارکنان تحریک پاکستان) اپنے
چشم دید واقعات لکھتے ہیں :

ایک جلسہ میں جس میں راقم بھی موجود تھا احراری لیڈر مولوی
مظہر علی اظہر نے تقریر کرتے ہوئے قائداعظم کو "کافر اعظم" کہا اور
ہزاروں کی تعداد میں ایک پمفلٹ بھی تقسیم کیا جس کا عنوان تھا "قائد
اعظم یا کافر اعظم" ایک دوسرے جلسہ میں جس میں ۹۹ فیصد غیر مسلم تھے'
ایک احراری مولوی نے کہا قرآن شریف میں "گ" ہے' سب نے کہا
"نہیں" مولوی نے کہا تو پھر یہ مسلم لیگ کا "گاف" کہاں سے آگیا ہے'
اس احراری مولوی کو کانگریس اور گاندھی کے دو گاف اس وقت نظر
نہیں آتے تھے۔" (عبدالمجید ج' "عطا اللہ شاہ بخاری اور تحریک پاکستان" مشمولہ

ماہنامہ القول السدید لاہور دسمبر ۱۹۹۰ء ص ۸۲ (ملخصا)

دیوبندی مکتبہ فکر کے مقتدر عالم مولانا شبیر احمد عثمانی (صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) نے جب دیکھا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے خلفاء و تلامذہ اور دیگر علماء و مشائخ نے تحریک پاکستان کے لئے جدوجہد تیز کر دی ہے اور پاکستان کی منزل قریب آگئی ہے تو انہوں نے کانگریس نواز جمعیت علمائے ہند سے علیحدگی اختیار کر لی اور مسلم لیگ کے حامی ہو گئے، اب ان پر کیا گزری، ان کی زبانی سنئے :

"دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے میرے قتل تک کے حلف اٹھائے اور وہ فحش اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے کہ اگر ہماری بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں......."

مزید سنئے :..........

"دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ (طاہر احمد قاسمی "مکالمتہ الصدرین" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۲۱۔)

مولوی شبیر احمد عثمانی، دارالعلوم دیوبند کی کانگریس نوازی پر یوں افسوس کرتے ہیں :

"افسوس ! وہ دارالعلوم جس کی بنیاد اولیاء و اکابرین نے اسلامی تعلیم اور اس کی روایات کے بقاء و تحفظ کے لئے رکھی تھی، آج کانگریسیوں کا ایک مستحکم قلعہ بنا ہوا ہے، جس میں ایک ریزرو فوج کافی

تعداد میں ہر وقت جمع رہتی ہے' دارالعلوم کے فرزندوں کو جہاں کانگریسی حکومت کے شوق نے ملکی آزادی کا پروانہ بنا دیا ہے' اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے دین سے آزادی حاصل کرنی بھی شروع کر دی ہے' آج بہت سے ایسے طلباء موجود ہیں جو محرمات شرعیہ اور منکرات میں اس درجہ مبتلا ہیں کہ شاید کسی ہندو کالج میں یہ بات نہ ہو۔" (اخبار وحدیث دہلی' ۲۳ دسمبر ۱۹۴۷ء بحوالہ اخبار دبدبہ سکندری رامپور ص ۴' ۵ نومبر ۱۹۴۵ء) (محمد یٰسین اختر مصباحی' مولانا' "امام احمد رضا اور ردبدعات و منکرات" مطبوعہ ملتان ۱۹۸۵ء ص ۳۵۹۔)

(نوٹ) دارالعلوم دیوبند کی کانگریس نوازی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے' جامع مسجد دہلی کے امام عبداللہ بخاری نے بالکل سچ کہا ہے کہ "ایک صدی سے بھی پرانی درسگاہ دارالعلوم دیوبند پر آج برسراقتدار اندرا کانگریس اپنے ایجنٹ مولانا اسعد مدنی کے ذریعہ زبردستی قبضہ کئے بیٹھی ہے۔" (روز نامہ جنگ جمعہ میگزین ۱۹ تا ۲۵ اگست ۱۹۸۸ء ص ۶)

۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء کو دارالعلوم دیوبند کا صد سالہ جشن دیوبند منایا گیا جس میں ہندو مسلم اتحاد کی یاد تازہ کر دی گئی' اخباری اطلاعات کے مطابق اندرا گاندھی اور علمائے دیوبند کی تقاریر قدر مشترک اس "قابل فخر" ماضی کا تذکرہ تھی جس میں اس دارالعلوم کے اکابر کانگریس کے ہمنوا ہو کر مسلمانان ہند کے متفقہ مطالبہ "قیام پاکستان" کے خلاف سرگرم عمل رہے۔ گاندھی نے اعتراف کیا کہ دیوبند نے مہاتما گاندھی کی قیادت میں بالواسطہ جدوجہد آزادی میں تعاون کیا۔

اندازہ لگایئے کہ دارالعلوم دیوبند کے علماء کو گاندھی خاندان سے

کتنا پیار ہے کہ جشن کی مہمان خصوصی مسلمانوں کی دشمن اندرا گاندھی تھی۔ اندرا گاندھی کے مسلمانوں پر مظالم کا جائزہ لینے کے لئے محمد افضل کی کتاب "بھارت کی ظالم حکمران اندرا گاندھی" مطبوعہ ۱۹۷۸ء لاہور کا مطالعہ ٹھیک رہے گا۔

(نوٹ) جسٹس آفتاب حسین صاحب بھی یوم پیدائش قائداعظم کے موقع پر اصل حقیقت حال سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں :

" قیام پاکستان کے وقت صرف ایک بریلوی مکتبہ فکر ایسا تھا جو مسلم لیگ کے ساتھ تھا۔ ان کی ہمدردی مسلم لیگ کے ساتھ تھی، دیوبند کی ساری ہمدردی کانگریس کے ساتھ تھی، شبیر احمد عثمانی (دیوبندی حلقہ سے) نکالنے والوں میں میرا بھی ہاتھ ہے کیونکہ میں اس وقت علاقائی مسلم لیگ کا سیکرٹری ہوا کرتا تھا۔" (روز نامہ جنگ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۵ء بحوالہ ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" شمارہ جنوری ۱۹۸۶ء ماہنامہ رضائے مصطفیٰ)



دارالعلوم دیوبند کی ہندو نوازی آپ نے ملاحظہ فرما لی اب آستانہ عالیہ رضویہ بریلی اور دارالعلوم منظرالاسلام بریلی شریف کے موجودہ سربراہ مولانا ریحان رضا خان بریلوی مدظلہ کا یادگار بیان پڑھئے :

" ہماری جماعت نے قوم کو ایسے فراد دیئے ہیں جنہوں نے کسی موقع پر بھی دین کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اس کے برعکس دوسروں (اہل دیوبند) نے ہمیشہ من حیث الجماعت قوم اور دین کا سودا کیا، وہ لب کوثر سے لب گنگا پر پھسل گئے۔ ہماری جماعت سے کوئی ایک فرد بھی

یا پیش نہیں کیا جاسکتا جس نے کسی غیر مسلم کو "روح عظیم" کہا ہو یا سے اپنی مساجد' مدارس اور مذہبی و دینی مجالس میں بلا کر عزت کا مقام یا ہو۔" (ماہنامہ ترجمان اہلسنت کراچی نومبر دسمبر ص ٦)

قصہ مختصر مندرجہ ذیل کانگریس کے دلدادہ علماء نے تحریک پاکستان کی مخالفت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

ابوالکلام آزاد' ابوالاعلیٰ مودودی' حبیب الرحمٰن لدھیانوی' عطا اللہ شاہ بخاری' حسین احمد مدنی' داؤد غزنوی' ثناء اللہ امرتسری' اسماعیل کانگریسی' عنایت اللہ مشرقی' حبیب الرحمٰن شامی' کفایت اللہ' مفتی محمد نعیم' مفتی محمود' مظہر علی اظہر وغیرہ وغیرہ۔ (تفصیل کے لئے مندرجہ ذیل ماخذ کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔)

۱۔ ضیاء الحامدی' مولانا' "پاکستان اور کانگریسی علماء کا کردر" مطبوعہ لاہور۔

۲۔ سید شاہ مصباح الحسن' مفتی' "کانگریسی مسلمان اور حقائق قرآن" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء)

۳۔ محمد صادق قصوری' میاں' "جعفران ایں زماں" مطبوعہ لاہور ۱۴۰۸ھ)

۴۔ ضیاء اللہ قادری' مولوی' "مخالفین پاکستان" مطبوعہ سیالکوٹ)

۵۔ محمد شریف نوری' علامہ' "افکار و سیاسیات علماء دیوبند" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء

۔ نواب الدین گولڑوی' حاجی' "تحریک پاکستان اور دیوبندیوں کا کردار" مطبوعہ لاہور۔

۔ ابوداؤد محمد صادق' مولانا' "انگریز اور پاکستان" مطبوعہ لاہور۔

۔ مختار جاوید "دارالعلوم دیوبند کے سو سال" مطبوعہ لاہور۔

۹ - نواب الدین گولڑوی، حاجی، " دو رخی " مطبوعہ لاہور۔

۱۰ - خلیل اشرف اعظمی، مولانا، "طمانچہ بجواب دھماکہ" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء

۱۱ - عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری، مولانا، "مشعل راہ" مطبوعہ لاہور

تحریک پاکستان کی مخالفت میں مسلمانوں ہی کے طبقے کی ہندو نوازی پر سمیع اللہ قریشی یوں اظہار افسوس کرتے ہیں :

" کس قدر ستم ظریفی ہے کہ ان تمام دینی اور لسانی حمیتوں کے باوجود قائداعظم کو مسلمانوں ہی کے ایک طبقے نے " کافراعظم " بھی کہا۔ جب بعض علماء نے یہ حربہ استعمال کیا کہ جن مسلمانوں کو محمد علی جناح مسلمہ قوم کا نام دے رہے ہیں وہ صحیح معنوں میں مسلمان ہی نہیں ہیں، اس لئے ان کی وحدت قومی کی بنیاد پر پاکستان کا مطلب شرعاً غلط ہے۔"

ہندوؤں اور کانگریسی مولویوں نے تحریک پاکستان کو ناکام بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، تحریک پاکستان کے حامیوں کو بدنام کیا، گالیاں دیں، مگر علماء و مشائخ اہلسنت نے کسی کی پرواہ نہ کی بلکہ نہایت بے باکی اور ہمت سے "قیام پاکستان" کے لئے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دیں۔

۱۹۴۶ء میں علماء و مشائخ اہلسنت نے ایک فتویٰ جاری کیا جس میں کانگریس کی مخالفت اور مسلم لیگ کی تائید کی گئی۔ وہ فتویٰ یہ تھا۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کے مشاہیر علماء مشائیخ کا متفقہ فیصلہ، مسلم لیگ کو ووٹ دے کر کانگریس کو شکست دی جائے۔

" آل انڈیا سنی کانفرنس، مسلم لیگ کے ہر اس طریقہ عمل کی تائید

کر سکتی ہے جو شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو۔ جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش' اس میں مسلم لیگ جس مسلمان کو بھی اٹھائے' سنی کانفرنس کے اراکین و ممبران اس کی تائید کر سکتے ہیں' ووٹ دے سکتے ہیں' دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئین شریعت کے مطابق فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود و مستحسن ہے۔"

اس فتویٰ پر پچاس سے زیادہ علماء و مشائخ (جن میں اکثر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے خلفاء و تلامذہ تھے) کے دستخط ہیں۔ محمد جلال الدین قادری' مولانا' "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۳۳۸۔)

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ نے علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمتہ کے نام ایک خط میں اپنے عزم کا اظہار یوں فرمایا :

"پاکستان کی تجویز سے "جمہوریت اسلامیہ" کو کسی طرح دستبردار ہونا منظور نہیں۔ خود جناح اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں۔" (محمد نور مصطفیٰ رضوی' صاحبزادہ' پیکر تقدس مطبوعہ لاہور ۱۹۸۹ء ص ۲۰)

۱۹۴۶ء کے فیصلہ کن الیکشن میں حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمتہ نے بریلی شریف میں مسلم لیگ کے امیدوار کے حق میں سب سے پہلا ووٹ ڈالا' لیگی رضاکار انہیں جلوس کی شکل میں مفتی اعظم پاکستان کے نعرے لگاتے ہوئے واپس آستانہ عالیہ رضویہ تک لائے۔

(محمد عبدالحکیم شرف قادری، علامہ، "اندھیرے سے اجالے تک" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۲۷۱۔)

مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمتہ (خلف الرشید اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ ) کو تحریک پاکستان سے قلبی لگاؤ تھا۔ اس سلسلے میں آپ نے کسی کی بھی بالکل پرواہ نہ کی بلکہ اگر کسی نامور سنی عالم نے بھی مسلم لیگ کی مخالفت کی تو آپ نے اس سے تعلقات منقطع کر لئے تھے۔ اس ضمن میں اہلسنّت کے نامور مناظر شیر بیشہ اہلسنّت مولانا محمد حشمت علی خان علیہ الرحمتہ (خلیفہ حجتہ الاسلام شاہ حامد رضا خان قادری علیہ الرحمتہ) مصنف الصوارم الہندیہ، مناظرہ علم غیب وغیرہ) نے مسلم لیگ کی مخالفت کی تو پھر آپ نے ان سے کیا سلوک فرمایا؟

مولانا محمد اول شاہ رضوی ابن مولانا مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمتہ کی زبانی سنئے :

" مولانا حشمت علی خان لکھنوی علیہ الرحمتہ نے مسلم لیگ کی مخالفت میں ایک کتاب لکھی تو شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمتہ، ان سے اس حد تک ناراض ہوئے کہ آپ نے مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمتہ سے ملنا بھی بند کر دیا تھا اور انہیں بریلی شریف میں عرس کے موقع پر تقریر کرنے کی بھی اجازت نہ دی، تمام سنی علماء نے بھی متفقہ طور پر ان کا بائیکاٹ کر دیا تھا، اب ان کی کیفیت یہ ہو گئی کہ وہ بریلی شریف جاتے تو مزار پر حاضری دے کر خاموشی سے واپس چلے جاتے۔ اس بائیکاٹ میں میرے والد ماجد (مولانا مفتی محمد اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمتہ) بھی شریک تھے کیونکہ اس وقت

موقع ایسا تھا کہ تمام دیوبندی مولوی تحریک پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے اور اس کے برعکس تمام سنی علماء و مشائخ حصول پاکستان کے لئے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے تھے۔

مولانا اجمل شاہ صاحب سنبھلی علیہ الرحمتہ نے مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمتہ کی کتاب کے جواب میں دو کتابیں " رضوی تیشہ بر خفائے شیر بیشہ " اور "ہفتا سوالات بر صاحب چادرہ جہالات" لکھیں۔ جب مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمتہ نے ان کتابوں کا مطالعہ فرمایا تو فوراً مولانا اجمل خان شاہ سنبھلی علیہ الرحمتہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گفت و شنید کے بعد شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمتہ کے ربرو معافی کے طلبگار ہوئے اور تحریری معافی نامہ بھی لکھ کر دیا۔ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ کے قدموں پر گر پڑے، شہزادۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے انہیں معافی دے دی اور پھر مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمتہ کا بائیکاٹ ختم کر دیا گیا اور عرس کے موقع پر ان کی تقریر بھی ہوئی۔ اس واقعہ کے عینی گواہوں میں جناب اقبال احمد نوری، ساجد علی خان، (داماد مفتی اعظم ہند علیہ الرحمتہ) اور مولانا سید مصطفیٰ علی سنبھلی شامل تھے۔ (اس واقعہ کے راوی مولانا محمد اول شاہ رضوی الحمدللہ بقید حیات ہیں۔ ماہنامہ القول السدید لاہور میں کلام رضا کی شرح قسط وار لکھ رہے ہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

(ماہنامہ فیضان فیصل آباد ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء ص ۴۱ (ملخصاً")

نوٹ : کیا دیوبندی حلقہ سے بھی ایسی کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے؟ ہاں اگر کسی نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا تو اسے ابوجہل وغیرہ تک کہا گیا

ہے۔ (تفصیل گزر چکی ہے۔)

آج کل بعض کانگریسی علماء "تجانب اہلسنت" نامی کتاب کے فوٹو لے کر شائع کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اہلسنت (بریلوی مکتبہ فکر) نے مسلم لیگ کی مخالفت کی تھی؟ اس طرح بھی ان کی خواہش پوری نہ ہوگی کیونکہ :

اول : تجانب اہلسنت نہ تو اعلیٰ حضرت امام اہلسنت علیہ الرحمتہ کی تصنیف ہے نہ آپ کے شہزادگان' خلفاء و تلامذہ میں سے کسی نے اس کی تائید فرمائی' نہ یہ کہ مرکز اہلسنت بریلی شریف سے شائع ہوئی' نہ پوری دنیائے اہلسنت واکابر اہلسنت کا اس سے متفق ہونا ضروری ہے.........

دوم : تجانب اہلسنت کے مصنف مولانا محمد طیب دانا پوری نے اگر مسلم لیگ یا اس کے لیڈروں سے کوئی اختلاف کیا ہے تو گاندھی اور کانگریس کی حمایت بھی تو نہیں کی بلکہ اس کتاب میں کانگریس کی بھی شدید مخالفت کی ہے : مثلاً

" آہ کیا غضب ہے' دہریت کو اسلام بتا کر اس کی اشاعت کی جارہی ہے۔ حیف! کیا ظلم ہے کہ انکار قرآن کو قرانی تعلیم بتایا جارہا ہے۔ کیا ستم ہے کہ بے دینی کا نام الدین القیم رکھا جاتا ہے' اناللہ وانا الیہ راجعون' یہ ہے گاندھی کی غلامی' یہ ہے احرار گاندھویہ کی امامی' یہ ہے مسٹر کی ابوالکلامی' ولاحول و لاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔"

(محمد طیب دانا پوری' مولانا' تجانب اہلسنت مطبوعہ لاہور ص ۱۶۴)

جبکہ اس کے برعکس پورے مکتبہ دیوبند میں شبیر احمد عثانی یا

اشرف علی تھانوی کے محدود حلقے کے دو چار آدمیوں کے سوا تقریباً سارے علماء گاندھی کے چرنوں میں تھے۔

سوم : جن سیاسی لیڈروں پر اس کتاب میں فتاویٰ ہیں ان پر مختلف ادوار گزرے ہیں، بعض پر حسب حال فتاویٰ ہیں، بعض پر ان کے سابقہ عقاید و نظریات کی بنا پر ہیں اور لیڈروں کی فہرست میں متعدد ایسے افراد ہیں جن پر خود اکابر دیوبند کے بھی فتاویٰ ہیں اور کئی حضرات اس فہرست میں ایسے ہیں جن کے خود آپس میں ایک دوسرے پر فتاویٰ ہیں (تفصیل کے لئے مولانا محمد حسن علی رضوی کی تصنیف "برھان صدات برنجدی بطالت" مطبوعہ لاہور کا مطالعہ فرمائیں۔

چہارم : اہلسنّت کے جید علماء کرام بارہا اس کتاب سے برات کا اظہار فرما چکے ہیں مثلاً غزالی دوران علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمتہ، علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ، کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں :

" تجانب اہلسنّت کسی غیر معروف شخص کی تصنیف ہے جو ہمارے نزدیک قطعاً قابل اعتماد نہیں ہے۔ لہٰذا اہلسنّت کے مسلمات میں اس کتاب کو شامل کرنا قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے اور اس کا کوئی حوالہ ہم پر حجت نہیں ہے، سالہاسال سے یہ وضاحت اہلسنّت کی طرف سے ہو چکی ہے کہ ہم اس کے کسی حوالہ کے ذمہ دار نہیں۔" (عبدالحکیم شرف قادری، علامہ، "امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ اپنوں اور غیروں کی نظر میں" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء ص ۳۱)

علامہ سید محمود احمد رضوی (صدر دارالعلوم حزب الاحناف لاہور) رقمطراز ہیں:

"اتنی بات درست ہے کہ اس کتاب کے مؤلف مولوی محمد طیب دانا پوری، حزب الاحناف ہند کے فارغ التحصیل ہیں مگر انہوں نے اس کتاب میں جو لکھا ہے، بریلوی مکتبہ فکر کے علماء نہ اس کے مؤید ہیں اور نہ اس کے تمام مندرجات کو صحیح و درست مانتے ہیں مگر اس کے باوجود تجانب کے حوالوں سے علماء بریلی کو بدنام کرنے کی سعی مذموم کی جاتی ہے۔" (سید محمود احمد رضوی، علامہ، سیدابوالبرکات قدس سرہ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء ص ۴۵۰)

مولوی غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

"تجانب اہلسنت میں جو کچھ انہوں نے لکھا وہ ان کے ذاتی خیالات تھے، اہلسنت کے پانچ ہزار علماء و مشائخ نے بنارس کانفرنس میں قرارداد قیام پاکستان منظور کر کے تجانب اہلسنت کے مندرجات کو عملاً رد کر دیا تھا۔ لہٰذا سیاسی نظریات میں ایک غیر معروف امام (مولانا طیب اور غیر مستند شخص کے سیاسی نظریات کو سوادِ اعظم اہلسنت پر لاگو نہیں کیا جاسکتا، نہ یہ شخص ہمارے لئے حجت ہے اور نہ اس کے سیاسی افکار۔" (غلام رسول سعیدی، مولانا، "مقالات سعیدی" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء ص ۵۵۱ ملخصاً")۔

کیا علماء دیوبندی نے بھی اسی طرح کانگریس نواز علماء سے برات کا اظہار کرنے کی زحمت گوارا کی ہے۔ (صابر)

مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوری علیہ الرحمتہ (خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ) نے دو قومی نظریہ کی حمایت میں ایک جامعہ فتویٰ مرتب فرما کر شائع کیا' جس سے کانگریس نواز علماء بڑے چراغ پا ہوئے اور پورے ہندوستان میں کھلبلی مچ گئی' ہندو اور کانگریسی علماء نے شدید مخالفت کی مگر آپ نے سینہ سپر ہو کر ان کا مقابلہ کیا۔

مولانا مفتی محمد برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمتہ (خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ) نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں اپنی خدمات کا یوں ذکر کیا ہے:

"فقیر نے تعمیر پاکستان میں جو نمایاں حصہ لیا اور مسٹر جناح کے مشن کو تقویت دینے کے لئے صوبہ پنجاب' صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ کا پورا دورہ کیا اور اس سلسلے میں جو فقیر کی تقریریں ہیں وہ ایک علیحدہ موضوع ہے جو بفضلہ تعالیٰ قلم بند ہے' مگر فقیر اپنی شہرت کا نہ کبھی طالب ہوا' نہ اس کی ضرورت سمجھی' مسٹر جناح کے ایک شکریہ کا خط بھی محفوظ ہے' اللہ میری کوششوں کو قبول فرمائے اور پاکستان کو ہر قسم کے شر و فساد اور پریشانی سے محفوظ فرمائے۔ آمین واللہ الموفق۔" (محمد برہان الحق جبل پوری مفتی' "اکرام امام احمد رضا" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء ص ۱۱۸)

تحریک پاکستان میں خلفاء اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے علاوہ آپ کے تلامذہ اور عقیدت کیش علماء کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ بخوف طوالت صرف اسمائے گرامی لکھے جاتے ہیں:

مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی' صدر الافاضل سید محمد نعیم

الدین مراد آبادی' سید محمد دیدار علی محدث الوری' مفتی محمد برہان الحق جبل پوری' مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان نوری' مولانا محمد شریف کوٹلوی' حجتہ الاسلام محمد حامد رضا خان بریلوی' ابوالبرکات سید احمد قادری' مولانا محمد امجد علی اعظمی' مولانا سید فتح علی شاہ' مولانا عبدالحی پیلی بھیتی' مولانا عبدالاحد پیلی بھیتی' پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری' پیر محمد امین الحسنات مانکی شریف' امیر ملت پیر سید جماعت علی محدث علی پوری' مولانا مفتی صاحب داد خان' مولانا عبدالحامد بدایونی' پیر عبدالرحمٰن بھرچونڈی' مولانا عبدالسلام باندوی' سید غلام الدین گولڑوی' مولانا فضل الحسن حسرت موہانی' مولانا محمد سردار احمد قادری' مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی' مفتی محمد عمر نعیمی' امیر حزب اللہ پیر سید محمد فضل شاہ جلالپوری' مفتی اعظم مولانا محمد مظہراللہ دہلوی' مولانا سید احمد سعید کاظمی' مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری' پیر خواجہ محمد قمرالدین سیالوی' صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی' خواجہ غلام السیدین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین)

کہاں تک لکھے جائیں' کتنے شمار کرائیں' اگر تمام اکابرین کی صرف فہرست ہی مرتب کی جائے تو ایک کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ (تفصیلات کے لئے درج ذیل ماخذ کی طرف رجوع کریں۔)

۱ - محمد صادق قصوری' پروفیسر مجید اللہ قادری' "تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت" مطبوعہ کراچی ۱۹۹۲ء۔

۲ - محمد جلال الدین قادری "خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء۔

۳ - محمد صادق قصوری " تذکرہ اکابر پاکستان " مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء

۴ ـ محمود احمد قادری' پیر' مولانا' "تذکرہ علماء اہلسنّت" مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۹۲ء۔

۵ ـ محمد عبدالحکیم شرف قادری' علامہ' "تذکرہ اکابر اہلسنّت" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء

۶ ـ محمد مسعود احمد' پروفیسر' "تحریک آزادی ہند اور السواداعظم" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۹ء وغیرہ ـ

مندرجہ بالا علماء و مشائخ نے قیام پاکستان کے لئے بے شمار قربانیاں دیں' بالاخر ان کی قربانیاں کام آئیں' کامیابی نے ان کے قدم چومے' راہ ہموار ہو گئی۔ "اسلامی جمہوریہ پاکستان" معرض وجود میں آگیا' گاندھی اور کانگریسی علماء کو شکست فاش ہوئی۔ ان کے مذموم ارادے خاک میں مل گئے۔

مولانا قاری احمد پیلی بھیتی ( ایڈیٹر پیام حق کراچی ) رقمطراز ہیں :

" ۳ جون ۱۹۴۷ء کے اعلان کے مطابق حکومت برطانیہ نے ہندو پاک سے اپنا اقتدار اٹھا لیا اور ملک کو دو حصوں میں تقسیم کر کے اختیارات مسلم لیگ اور کانگریس کے حوالے کر دیئے۔ ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ / ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرض وجود میں آیا۔ وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن کراچی آئے اور مسلم لیگ کے صدر قائداعظم محمد علی جناح کو نئی مملکت پاکستان کے اختیارات سونپ دیئے اور قائداعظم نے پہلے گورنر جنرل کی حیثیت سے جملہ اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ اسی طرح ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو دہلی میں ہندوستان کی

حکومت کانگریس کے ہاتھ میں دے دی گئی اور غیر مسلموں نے بعض دور اندیشیوں کے تحت ماؤنٹ بیٹن ہی کو اپنا پہلا گورنر چن لیا۔" (قادری احمد پیلی بھیتی، مولانا، "تاریخ ہندو پاک" مطبوعہ کراچی ۱۹۷۴ء ص ۱۸۲۔)

قیام پاکستان کے بعد قائداعظم کی طرف سے علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمتہ (خلیفہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ) کو اسلامی ممالک میں پاکستان کی نمائندگی کا فریضہ سونپا گیا، آپ نے تن تنہا بین الاقوامی سطح پر تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ تحریک پاکستان کے اغراض و مقاصد پر طویل لیکچر دے کر اس کی اہمیت کو اجاگر کیا، قائداعظم علیہ الرحمتہ نے آپ کی انہی اسلامی اور ملی خدمات کے پیش نظر آپ کو "سفیراسلام" کا خطاب دیا، پاکستان کے پہلے وزیراعظم خان لیاقت علی خان مرحوم کی دعوت پر آپ اپنی تبلیغی معروفیات مختصر کر کے پاکستان تشریف لائے، قیام پاکستان کے چند دنوں بعد کراچی میں سرکاری سطح پر نماز عیدالفطر ادا کی گئی، اس عظیم الشان اجتماع کے موقع پر آپ ہی نے نماز عید کی امامت فرمائی اور خطبہ ارشاد فرمایا، بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمتہ، خان لیاقت علی خان مرحوم اور دوسرے اہم سرکاری و غیرسرکاری شخصیات نے علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمتہ کی اقتدا میں نماز عید پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ (محمد سلیم مست قادری، "مبلغ اعظم اسلام اور روحانی پیشوا" مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۸۹ء ص ۲۲، ۲۴ ملخصاً")

شمس الاطباء حکیم محمد حسین بدر علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں:

"قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ، حضرت مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی علیہ

الرحمتہ (صدر آل انڈیا سنی کانفرنس) حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب
نعیمی علیہ الرحمتہ (نائب ناظم اعلیٰ) اور حضرت حکیم مفتی غلام معین الدین
نعیمی علیہ الرحمتہ (جنرل سیکرٹری آل انڈیا سنی کانفرنس) ماہ مارچ ۱۹۴۸ء
میں دہلی سے بذریعہ طیارہ پاکستان تشریف لائے' یہاں انہوں نے اسلامی
دستور کے نفاذ کے لئے قائداعظم اور نوابزادہ لیاقت علی خان وزیراعظم
پاکستان اور دوسرے مقتدر افراد کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ انہی دنوں آپ
کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی جس کی وجہ سے آپ کو فوراً پاکستان
چھوڑ کر مراد آباد واپس جانا پڑا اور ان صاحبان سے وعدہ فرمایا کہ دستور
اسلامی مرتب کر کے بھیج دوں گا۔

ہندوستان کی واپسی کے لئے جب آپ والٹن لاہور ہوائی اڈہ پر
تشریف لائے تو پاکستان کے علماء کرام اور سیاسی لیڈروں کا جم غفیر والٹن
ہوائی اڈہ پر آیا' آپ کی حالت دیکھ کر تمام لوگ چشم پرنم تھے' اس وقت
راقم الحروف (حکیم محمد حسین بدر) بھی ہوائی اڈہ پر موجود تھا' آپ کی
حالت سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ کا پاکستان میں یہ آخری دورہ ہے'
ہندوستان پہنچنے کے بعد کچھ طبیعت سنبھلی تو آپ نے پاکستان کے دستور
اسلامی کی تدوین و ترتیب شروع کر دی' دستور کی تیاری کے لئے مختلف
اسلامی ممالک کے دساتیر و قوانین کے مسودے جمع کئے' اسلامی دستور کے
خاکہ کے لئے چند ہی دفعات لکھی تھیں کہ آپ کی صحت دوبارہ جواب
دے گئی' ۲۳ اکتوبر ۱۹۴۸ء کو اس جہان فانی سے عالم بقاء کی طرف
تشریف لے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ (محمد حسین بدر' حکیما شمس الاطباء'

...ات ستارے" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۸۴۔)

نوٹ : صدر الافضل علیہ الرحمتہ اسلامی دستور کی تقریباً گیارہ دفعات مرتب فرما چکے تھے تفصیل کے لئے دیکھئے۔ سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمتہ مطبوعہ لاہور راز پروفیسر اشتیاق طالب۔

مندرجہ بالا ناقابل تردید شواہد و حقائق کی روشنی میں یہ تاریخی حقیقت بالکل بے غبار ہو جاتی ہے کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ اور آپ کے مشاہیر خلفاء و تلامذہ اور عقیدت کیش علماء اور ان کے مریدین' تلامذہ متوسلین اور متعلقین نے ناقابل فراموش خدمات سرانجام دے کر تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا تھا۔

یہ کتنا المیہ ہے کہ پاکستان کے قیام کے طویل عرصہ بعد بھی تاریخ کا طالب علم ان اکابرین کی خدمات سے کماحقہ آگاہ نہ ہو سکا۔ اپنوں نے ان بزرگوں کے کارناموں کو صفحہ قرطاس پر لانے کی زحمت گوارہ نہ کی' دوسروں نے اس غفلت سے فائدہ اٹھا کر تاریخ کے طالب علم کو غلط اور نامکمل مواد فراہم کیا' جن اکابرین نے اپنے خون سے تحریک پاکستان کو سینچا تھا' ان کے تذکرے سے نصاب تعلیم کی کتابیں خالی ہیں اور جن لیڈروں نے تحریک پاکستان کی سختی سے مخالفت کی تھی' گاندھی کی ہمنوائی کی تھی' انہیں قوم کا "ہیرو" بنایا گیا ہے۔ بعض مورخین نے تو تعصب بخل اور جھوٹ سے تحریک پاکستان کو دھندلکوں کی نذر کر دیا ہے۔

نیرنگی سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

جناب محمد انور قریشی (سیکرٹری' انجمن خدام اسلام' پاکستان) نے

کیسی خدا لگتی بات کہی ہے:

"اکثر لوگ بار بار جھوٹ بول کر یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں سچ ہے اور حق ہے' مگر جلد یا بدیر جھوٹ بے نقاب اور حق ظاہر ہو جاتا ہے۔ ان کی ذہنیت' انداز فکر اور طرز عمل چھپا نہیں رہتا' ان کا نفاق ظاہر ہو جاتا ہے' اس سے عارضی فائدہ تو ہو سکتا ہے' مگر جلد ہی جھوٹ اور تضاد ظاہر ہونے پر ہمیشہ کے لئے جھوٹ بولنے والے کا اعتماد جاتا رہتا ہے اور سوسائٹی میں اس کا وقار ختم ہو جاتا ہے۔ (محمد انور قریشی "ایمان شکن' دین شکن کون ؟" مطبوعہ لاہور ص ۱۱)

حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ (بانی مرکزی مجلس رضا لاہور) ایک انٹرویو دیتے ہوئے اور جھوٹے مؤرخین کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مطالعہ میرا شروع سے شغف رہا ہے' میرے مطالعہ کے نتیجے میں مجھے اس بات نے پریشان کیا کہ تحریک پاکستان کی تاریخ میں ان علماء نے کہ جنھوں نے کھل کر پاکستان کی مخالفت کی' انگریزوں کی کاسہ لیسی کی ان کا تذکرہ تو ہیرو کے طور پر ملتا ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ کہ جن کے حوالے سے تاریخ میں انگریز دوستی یا تعلق کا کوئی حوالہ نہیں ملتا بلکہ انگریزوں کے شدید مخالف نظر آتے تھے' ان کا سرے سے کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے' مجھے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے بارے میں پڑھنے کی مزید جستجو ہوئی' یہ ۱۹۶۰ء کی بات ہے' میں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی تصانیف جو کہ اس دور میں نایاب تھیں' تلاش کر کے پڑھیں اور اس نتیجے پر پہنچا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ

عالیہ تاریخی کی ایک مظلوم شخصیت ہیں لہٰذا اس پر کام کرنے کا ارادہ کیا اور کام شروع کر دیا۔" "ماہنامہ جہان رضا" لاہور مئی ۱۹۹۳ء ص ۱۴' ۱۵ (ملخصاً")

نوٹ : اسی وجہ سے آپ نے مرکزی مجلس رضا لاہور کا قیام عمل میں لایا تھا۔ (صابر)

حکیم اہلسنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ کی تحریک پر جب اہلسنت کے قلمکاروں نے تصنیف و تالیف کے میدان میں قدم رکھا اور اکابرین کے کارناموں کو صفحہ قرطاس پر منتقل کیا جانے لگا تو رفتہ رفتہ باطل پراپیگنڈے کا طلسم ٹوٹنے لگا اور حق کھل کر سامنے آنے لگا۔ جھوٹ و افتراء کی تہیں آناً فاناً ختم ہوتی چلی گئیں' جب مطلع صاف ہوا تو تحریک پاکستان میں اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمتہ اور آپ کے خلفاء و تلامذہ کا کردار نکھر کر سامنے آگیا تو پھر انصاف پسند کہنے لگے :

## پروفیسر محمد طفیل سالک

اگر علامہ اقبال پاکستان کے نظریاتی باپ اور قائداعظم پاکستان کے سیاسی باپ ہیں' تو مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ پاکستان کے روحانی باپ ہیں' کہ ان کے عظیم رفقاء کے تعاون کے بغیر پاکستان کی عظیم ترین اسلامی مملکت کبھی عالم وجود میں نہ آتی۔" (محمد طفیل سالک "اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ" مطبوعہ ... آباد ص ۲)

## خواجہ نیک عالم صاحب ایم' اے' ڈی' بی' ایم پشاور

## خواجہ نیک عالم صاحب ایم' اے' ڈی' بی' ایم پشاور

تحریک ترک موالات ۱۹۲۰ء میں گاندھی کے ایماء پر رونما ہوئی تھی' اس کی تائید کئی مسلمان علماء نے بھی کی اور ہندو مسلم اتحاد جائز قرار دیا' ایسے نازک وقت میں چند دوربین نگاہیں ایسی تھیں جنہوں نے اس تحریک کے دور رس نتائج کو محسوس کر لیا تھا' اس لئے انہوں نے اس تحریک کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور بروقت مسلمانوں کی صحیح راہنمائی کا بیڑا اٹھایا۔ ان میں امام احمد رضا خان بریلوی (علیہ الرحمتہ) سرفہرست تھے...... (محمد مسعود احمد پروفیسر' "فاضل بریلوی اور ترک موالات" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۹۹ ملحضا")

نوٹ : پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں کے مقتدر ججوں نے بھی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی دینی' ملی اور سیاسی خدمات کو تسلیم کر لیا ہے۔ (صابر)



## جناب تاج محمد صدیقی القادری پشاور

" تحریک ترک موالات محض ایک ڈھونگ تھا' جو دراصل مسلمانوں کو اپنا ہمنوا بنانے کے لئے ایک سیاسی چال تھی' حضرت فاضل بریلوی (علیہ الرحمتہ) گاندھی کی ایک پرفریب' مشرکانہ چال سے خوب واقف تھے' آپ کی دوربین نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ یہ ایک کافرانہ چال ہے۔ چنانچہ فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ نے اس نازک دور میں اس مشرکانہ (ہندو مسلم) اتحاد کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا او[illegible] کا ثبوت دیا وہ ان کی بزرگانہ بصیرت کا واضح ثبوت ہے۔ (محمد مسعود احمد

پروفیسر' "فاضل بریلوی اور ترک موالات" مطبوعہ لاہورہ ۱۹۷۶ء ص ۱۰۰ ملحضا")

## پروفیسر سید محمد عارف ایم' اے' ایس' ای' کالج بہاولپور

"یہ امر یقیناً باعث تعجب ہے کہ اہل کتاب سے ترک تعلق کرنے والے "ہندو مسلم بھائی بھائی" کا نعرہ لگانے میں عار محسوس نہ کریں۔ ہندو بھی کافر و مشرک تھے بلکہ وہ تو مسلمانوں کو اچھوت ملیچھ اور ناپاک تصور کرتے تھے' فاضل بریلوی (علیہ الرحمتہ) نے بروقت آواز حق کو بلند کیا۔" (محمد مسعود احمد' پروفیسر' "فاضل بریلوی اور ترک موالات" مطبوعہ لاہورہ ۱۹۷۶ء ص ۱۰۳)

## علامہ عرشی امرتسری

"مسلمانوں ہی میں کچھ شخصیتیں ابھریں اور انہوں نے اپنے پرائیوں کے تیر و تفنگ کی پروا نہ کرتے ہوئے نعرۂ اختلاف بلند کیا اور اپنے زیراثر حلقوں کو ترک موالات اور ہجرت ایسے تباہ کن اور قطعی غیر مال اندیشانہ اقدام سے بچایا' انہی میں ایک نمایاں نام مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی (علیہ الرحمتہ) کا ہے۔" (محمد مسعود احمد' پروفیسر "فاضل بریلوی اور ترک موالات" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۱۰۹)

## ڈاکٹر سید نظیر حسین زیدی ایم' اے' پی' ایچ' ڈی

"بلاشبہ ہندوستان اس پر آشوب دور میں ترک موالات کی حمایت میں متفق اللفظ بلکہ متفق العمل بھی تھے لیکن فاضل بریلوی (علیہ الرحمتہ)

نے اپنی فکر رسا اور ذہن صائب سے اس امر کا جائزہ لیا کہ یہ تحریک اسلام اور مسلمانوں کے لئے کتنی مہلک ہے اور پھر اکثریت کے فیصلے کی پروا کئے بغیر شریعت کا فیصلہ نافذ کیا۔" (محمد مسعود احمد، پروفیسر، "فاضل بریلوی اور ترک موالات" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء ص ۱۱۹)

## شمس الاطباء حکیم محمد حسین بدر (علیہ الرحمتہ) بی - اے علیگ

"تحریک ترک موالات جو گاندھی کے اشارے پر شروع ہوئی، اس کے متعلق حکم شرعی بیان کرتے ہوئے آپ نے ۱۹۲۰ء میں "المحجتہ المئوتمنہ" کے نام سے جو کتاب لکھی وہ مسلمانوں کے لئے مینارۂ نور ثابت ہوئی، حتیٰ کہ قائد اعظم محمد علی جناح جیسے راہنما جو پہلے کانگریس میں تھے، اس کتاب کی اشاعت کے دس سال بعد دو قومی نظریہ کی طرف مائل ہو گئے، انصاف سے کام لیا جائے تو گاندھوی سیاست کے دور میں دو قومی نظریہ کو پیش کرنے والے فاضل بریلوی (علیہ الرحمتہ) ہی تھے۔" (محمد حسین بدر، حکیم شمس الاطباء "سات ستارے" مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء ص ۴۲)

## جناب اعجاز بٹالوی صاحب

"جب برصغیر پاک و ہند میں کانگریس نے متحدہ قومیت کا نعرہ بلند کیا اور اس نعرہ کے پس پردہ گاندھی ازم کا پرچار کر رہی تھی، اسلامی تصور حیات پر خود مسلمان جذبات کی رو میں بہہ کر حملہ آور ہو رہے تھے، بڑے بڑے علمی ادارے اور نامور علماء اپنا دینی اور علمی وقار

جذبات کی بھینٹ چڑھا رہے تھے' اس وقت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ نے ہندو سازش کو ناکام بنانے کے لئے ہندو ازم کو للکارا' یہ فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کا وہ علمی کارنامہ ہے جس پر ہر پاکستانی کو فخر ہے۔" (روز نامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۸ مارچ ۱۹۷۴ء)

## حضرت شیخ سید یوسف ہاشم الرفاعی مدظلہ

" جنگ آزادی ۱۸۵۷ کے بعد کے دور ابتلاء میں انہوں (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ) نے مسلمانوں کی راہنمائی کرتے ہوئے ہندوستان کے انگریز اور کفار و مشرکین نو آبادیاتی کفار کے ساتھ ہر قسم کے لین دین اور ان کے سایہ و داد و محبت کے سلوک کے عدم جواز کا فتویٰ دیا کہ ہر مشرک کی ساتھ کسی قسم کی محبت مطلقاً حرام ہے۔" روزنامہ جنگ ۲۴ اگست ۱۹۹۲ء اشاعت خصوصی)



## جسٹس میاں محبوب احمد صاحب

" سیاسی میدان میں گاندھی کے فریب نے تحریک خلافت میں مسلمانوں کو شکست سے دوچار کر دیا تھا' مولانا بریلوی علیہ الرحمتہ نے قبل از وقت مسئلہ خلافت کو اجاگر کیا تھا اور ہجرت سے منع فرمایا تھا۔ اسی طرح گائے کے ذبیحہ گاندھی نے امتناع کے فتاویٰ حاصل کئے اور شعائر اسلام پر پابندی لگانے کا نیا انداز اختیار کیا' امام موصوف نے شدت سے اس فکر کا علمی تعاقب کیا' امام رضا (علیہ الرحمتہ) نے مسلمانوں کی اجتماعی حیات کے لئے جو آئین بنایا' اس کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم سے وفاداری غیر مشروط پر رکھی۔" (روزنامہ جنگ ۲۴ اگست ۱۹۹۲ء اشاعت خصوصی)

## جسٹس محمد اجمل میاں صاحب

" امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کی ذات سے کون واقف نہیں' ان کی ہستی وہ ہے جس نے مسلمانان ہند کی از سرنو شیرازہ بندی کی اور ان کے لئے ایک واضح لائحہ عمل متعین کر کے منزل مقصود سے ہمکنار کیا۔"

## جناب جسٹس عبادت یار خاں صاحب

" جب ترک موالات اور ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے اپنے دوش پر ہندوؤں کو مسجدوں کے منبروں تک لے آئے تھے تو انہوں نے "دو قومی نظریہ" کا نعرہ بلند کیا تھا اور بالآخر وہ بات جو انہوں نے ۱۹۲۱ء میں کہی تھی وہ تحریک پاکستان کی بنیاد بنی' وہی بات علامہ اقبال (علیہ الرحمتہ) نے کہی اور وہی بات حضرت قائداعظم نے کہی۔"

## جناب محمد جعفر صاحب (ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشن کراچی)

بلاشبہ ان کی ذات گرامی نمایاں طور پر تمام ہندوستان کے علماء و دانشوروں سے تاریخی اعتبار سے سبقت لے جا چکی ہے اور ان کے جانشین' خلفاء و تلامذہ کی کثیر تعداد نے غیر منقسم ہندوستان میں اسی دو قومی نظریئے کو فروغ دیا اور تحریک پاکستان کو نئی جہت عطا کی۔"

## ڈاکٹر محمد شمس الدین ایم - اے، پی - ایچ - ڈی

" امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے " دو قومی نظریہ " کی علمی تشریح و تعبیر پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنا وسیع حلقہ عقیدت پیدا کیا اور ان کے اس عظیم حلقہ ارادت نے تحریک پاکستان کے دوران قائداعظم کی بھرپور مدد کی، گویا اس طرح بالواسطہ آپ نے تحریک پاکستان کو تقویت بخشی۔"

(ماہنامہ جہان رضا لاہور اپیل ۱۹۹۳ء ص ۱۱)

## جناب محمد علی چراغ (مورخ)

" مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ روز اول سے دو قومی نظریہ کے علمبردار تھے اور آخر تک اس کے لئے کوشاں رہے، وہ ہنود کی سیاسی چالوں سے بخوبی باخبر تھے اس لئے سیاست ملیہ کے ہر اہم موڑ پر انہوں نے مسلمانوں کو خبردار کیا۔ ہنود کے چھپے ارادوں اور ہندو مسلم اتحاد کے خطرناک نتائج سے آگاہ کیا۔" (محمد علی چراغ "تحریک پاکستان میں مولانا احمد رضا بریلوی علیہ الرحمتہ کا قصہ" مشمولہ مجلہ اوج لاہور قرارداد پاکستان گولڈن جوبلی نمبر ۱۹۹۱ء ص ۱۵۴)

## جناب ولی مظہر ایڈووکیٹ

" حضرت احمد رضا خان (علیہ الرحمتہ) نے گاندھی جیسے مکار اور عیار ہندو لیڈر سے ایسے دور میں ملاقات سے انکار کر کے دو قومی نظریئے کو تقویت پہنچائی جب بڑے بڑے مسلمان قائدین نے دانستہ اور نادانستہ

طور پر تحریک خلافت جیسی خالصتا" اسلامی تحریک کا امام " گاندھی " کو بنایا ہوا تھا۔ بعد کے حالات نے حضرت امام احمد رضا خان (علیہ الرحمتہ) کے موقف کو سچا ثابت کر دیا۔" (ولی مظہر ایڈووکیٹ "عظمتوں کے چراغ" ج ۳ مطبوعہ ملتان ۱۹۸۹ء ص ۱۴۵)

## مولانا کوثر نیازی (سابق وفاقی وزیر)

" امام احمد رضا خان (علیہ الرحمتہ) گاندھی کے بچھائے ہوئے اس دام ہمرنگ زمین کو خوب دیکھ رہے تھے' انہوں نے متحدہ قومیت کے خلاف اس وقت آواز اٹھائی جب اقبال (علیہ الرحمتہ) اور قائداعظم (علیہ الرحمتہ) بھی اس کی زلف گرہ گیر کے اسیر تھے۔ دیکھا جائے تو دو قومی نظریہ کے عقیدے میں امام رضا (علیہ الرحمتہ) مقتدا ہیں اور یہ دونوں حضرات مقتدی' پاکستان کی تحریک کو کبھی فروغ حاصل نہ ہوتا اگر امام احمد رضا علیہ الرحمتہ سالوں پہلے مسلمانوں کو ہندوؤں کی چالوں سے باخبر نہ کرتے۔" (کوثر نیازی' مولانا' "امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت" مطبوعہ کراچی ۱۹۹۱ء ص ۵۲)

## جناب محمد میاں شفیع (م - ش)

" اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) ایک بہت بڑے جید عالم دین اور سینکڑوں کتابوں کے مصنف تھے۔ وہ ہندو مسلم اتحاد یا متحدہ قومیت کے دشمن تھے' وہ کفر اور اسلام کی کھچڑی کو دل سے ناپسند کرتے تھے اور تاریخ کے واقعات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) کا

مسلک صحیح تھا۔" (روز نامہ نوائے وقت لاہور ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۰ء جمعہ میگزین ملخصاً")

## جناب میاں عبدالرشید مرحوم

" گاندھی کی آندھی نے جو خاک اڑائی تھی اس میں بڑوں بڑوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور بینائی زائل ہو گئی، مگر علامہ اقبال (علیہ الرحمتہ) اور قائد اعظم (علیہ الرحمتہ) کے علاوہ تیسری بڑی شخصیت جو اس شور و غوغا اور ہلڑبازی سے قطعاً متاثر نہ ہوئی۔ حضرت احمد رضا بریلوی (علیہ الرحمتہ) تھے۔ آپ نے ان دنوں بھی اس بات پر زور دیا کہ اپنی دونوں آنکھیں کھلی رکھنی چاہیے۔ انگریز اور ہندو دونوں ہمارے دشمن ہیں، کانگریسی مسلمانوں نے صرف اپنی ایک آنکھ کھلی رکھی تھی، وہ صرف انگریز کو اپنا دشمن سمجھتے تھے۔" (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور جنوری ۱۹۸۳ء "اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نمبر"

## ڈاکٹر مطلوب حسین ڈپٹی ڈائریکٹر وزارت مذہبی امور

" تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ مسلم لیگ کی تائید اسی دوسرے گروہ نے کی جن کے روحانی پیشواء اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی (علیہ الرحمتہ) تھے۔ ہر چند کہ یہ دور سیاسی بلوغت کا نہ تھا لیکن اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) نے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا کہ ہندی مسلمان کی نجات کا تمامتر دارومدار ان کے الگ تشخص اور اسلامی نظام کے نفاذ پر ہے۔" (سالنامہ معارف رضا، شمارہ ہفتم، ۱۹۸۷ء مطبوعہ کراچی، ص

۱۵۵۔)

## جناب خان محمد علی خان ہوتی (سابق وفاقی وزیر تعلیم)

"اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے صرف دو قومی نظریہ کی علمی تشریح و تعبیر پر ہی اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اپنا وسیع حلقہ عقیدت پیدا کیا اور ان کے اس عظیم حلقہ ارادت نے تحریک پاکستان کے دوران حضرت قائداعظم (علیہ الرحمتہ) کی بھرپور امداد کی۔" (ایضاً ۱۹۸۸ء مطبوعہ کراچی ص ۱۲۷۔)

## پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید صاحب (گولڈ میڈلسٹ)

"اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ اس وقت جبکہ "ہندو مسلم بھائی بھائی" کا نعرہ اپنے عروج پر تھا، کفار و مشرکین کو منبر رسول پر بٹھا کر اس (منبر) کی توہین کی جارہی تھی اس وقت صرف اور صرف اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) ہی کی شخصیت تھی، جنہوں نے سیاسی طور پر دو قومی نظریہ پیش فرمایا۔" (سالنامہ معارف رضا شمارہ ہشتم ۱۹۸۸ء مطبوعہ کراچی ص ۱۷۳۔)

## سید سردار حسین بی اے، ایل ایل بی (مدیر ہفت روزہ فلک سیر قندیل، مدین، سوات)

"آپ علوم کے اسرار و رموز جاننے کے ساتھ ساتھ سیاسی سوجھ بوجھ کے لحاظ سے بھی مسیحائے قوم تھے، وہ کب برداشت کر سکتے تھے کہ

ہندو اور مسلمان ایک قوم ہوں۔ سو آپ آگے بڑھے اور دو قومی نظریئے کو قرآن و حدیث کی روشنی میں خاص و عام کے سامنے پیش کیا' پہلے قائداعظم اور علامہ اقبال بھی ہندومسلم اتحاد کے حامی تھے لیکن بعد میں اس انداز فکر میں تبدیلی آگئی تو ۱۹۴۰ء میں قرارداد لاہور میں مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ وطن کا مطالبہ پیش کر دیا جس نے ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک مسلمانوں کو بیدار کیا اور یوں امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ کا مشن پورا ہو گیا۔" (سالنامہ معارف رضا' شمارہ دہم ۱۹۹۰ء مطبوعہ کراچی ص ۱۲۰۔) ء

## پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر

" امام احمد رضا ( علیہ الرحمتہ ) اور ان کے معتقدین نے تحریک پاکستان کے سلسلے میں جو گراں قدر خدمات انجام دیں وہ ہمیشہ صفحہ قرطاس پر ثبت رہیں گی۔ (سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۷ء ص ۲۷۔)

## ڈاکٹر جمیل جالبی ( صدر نشین مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد)

" اپنی سیاسی بصیرت کے پیش نظر وہ (اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ) ہندو مسلم اتحاد کے سخت مخالف تھے' ان کا کہنا تھا کہ معاملات روزمرہ کے لین دین اور تعلقات و مراسم کی بات مختلف ہے لیکن دو قوموں کے اتحاد یعنی ہندو مسلم اتحاد کی بات بالکل علیحدہ اور مختلف ہے' اپنی ایک عربی تصنیف میں انہوں نے صراحت سے بتایا کہ ترک موالات کے ساتھ ساتھ جو ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ لگایا جارہا تھا وہ غیر شرعی ہے۔ اگرچہ مولانا قیام

پاکستان تک زندہ نہ رہے لیکن اپنی تحریروں اور تبلیغ سے قیام پاکستان کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہزاروں علماء کی ایک ٹیم ضرور تیار کر گئے۔" (سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۷ء ص ۴۳۔)

## پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

(صدر شعبہ عربی گورنمنٹ کالج فیصل آباد)

" دو قومی نظریئے کے فروغ کے لئے فاضل بریلوی (علیہ الرحمتہ) کی محنت جلد رنگ لائی اور حصول وطن کے لئے عملی جدوجہد کا آغاز ہوا' فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ اور دیگر علمائے کرام نے انگریز اور ہندو کی مشترکہ سازش کو بے نقاب کیا' یہی وجہ تھی کہ تحریک پاکستان کا عملی دور شروع ہوا تو فاضل بریلوی (علیہ الرحمتہ) کے متوسلین نے اس میں بھرپور کردار انجام دیا۔" (سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۹ء ص ۳۸۔)



## ڈاکٹر محمد فاروق ستار (میئر بلدیہ اعظمیٰ کراچی)

" میرے خیال میں امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے رسالت ماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس کے ادب و آداب مسلمانوں کو اپنے علم و عمل سے تعلیم فرمائے' انہوں نے اپنی ساری زندگی اتباع سنت اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بسر کی۔ کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چراغ روشن کئے' یہ اسی چراغ مصطفوی کا فیض تھا کہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمان' ہندوؤں' انگریزوں

اور منافقوں کی باطل قوتوں کے آگے استقامت و استقلال کا پہاڑ بن کر ڈٹ گئے اور پاکستان کے حصول کی جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔"

(سالانہ مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۸۹ء ص ۱۸۔)

## جناب وسیم سجاد صاحب (سابق صدر پاکستان)

"موجودہ صدی کے اوائل میں اغیار کی سازشوں' سامراجی قوتوں کی ریشہ دوانیوں اور فکری زبوں حالی نے عالم اسلام کو لاتعداد خطرات سے دوچار کر رکھا تھا' ایسے میں مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے برصغیر کے سیاسی افق پر اگر صبح امید کی کرنیں پھوٹتی نظر آتی ہیں تو اسلام دشمنی اور الحاد کے طوفانوں میں مذہبی اور روحانی انوار کے ساتھ اعلیٰ حضرت (علیہ الرحمتہ) کی عظیم ذات روشنی کے ایک مینار کی صورت میں سامنے آتی ہے۔" (سالانہ مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۱ء' انٹرنیشنل ص ۱۵۔)

## جناب نعیم الدین صاحب

## چیف جسٹس گل محمد خان (جج سپریم کورٹ پاکستان)

"اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی (علیہ الرحمتہ) کا ایک نمایاں کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں بسر کی اور کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پیدا کی' جس کی بدولت برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے باطل قوتوں کا استقامت و استقلال کے ساتھ مقابلہ کر کے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا۔" (سالانہ مجلّہ امام

احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۱ء' انٹرنیشنل' ص ۱۶)

## جناب فخر امام صاحب (سابق وفاقی وزیر تعلیم)

" امام احمد رضا خان بریلوی (علیہ الرحمتہ) اپنی انفرادی خصوصیات کی بناء پر تمام علمی و ادبی حلقوں میں بے حد عقیدت اور احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ آپ نے دو قومی نظریئے کی تائید کی اور تحریک پاکستان کے لئے راستہ ہموار کیا۔" (سالانہ مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس ص ۱۷)

## سید ارتقاق علی (شیخ الجامعہ کراچی یونیورسٹی کراچی)

" وہ اپنے عہد کی اسلامی تحریکوں میں شامل رہے اور تقویٰ کی بنیاد پر تعاون کیا یا اگر اپنی بصیرت کے مطابق دوسروں کو غلطی میں مبتلا پایا تو [illegible] الگ کر لیا' مسلم قومیت کے شعور کے عام کرنے اور اسے پختہ [illegible] ات کا بڑا حصہ ہے اور ان کے افکار یقیناً پاکستان کی بنیاد میں شامل ہیں۔" (سالانہ مجلّہ امام احمد رضا کانفرنس ص ۲۰۔)

## ڈاکٹر امتیاز احمد (ڈائریکٹر شیخ زید اسلامک سنٹر جامعہ کراچی)

" ۱۸۵۶ء کے بعد بلاشبہ امام احمد رضا البریلوی (علیہ الرحمتہ) ہی کی ایک نابغہ روزگار شخصیت نظر آتی ہے جس نے مسلمانان ہند کے دینی و سیاسی و تعلیمی و اصلاحی مسائل کے حل کے لئے عملی اقدامات کیے اور انہیں ایک بندۂ مومن کی طرح زندگی گزارنے کا سلیقہ بتایا۔" (سالانہ مجلّہ

امام احمد رضا کانفرنس ص ۲۴)

## چیف جسٹس (ریٹائرڈ) محمد حلیم صاحب

"پاکستان کی بنیاد دو قومی نظریہ ہے' امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی بصیرت نے اس وقت مسلمانان پاک و ہند کو آشنا کیا جب بہت سے معتمد اور معتبر مسلمان لیڈر اور علماء گاندھی اور کانگریس کے پرفریب نعروں میں بہہ رہے تھے۔" (سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۰ء (انٹرنیشنل) ص ۵۱۔)

## خان بہادر خان (سابق وفاقی وزیر)

"حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمتہ بلاشبہ دنیائے اسلام کے وہ عظیم دانائے راز تھے' جنہوں نے نہ صرف ایک عالم باعمل کی حیثیت سے مسلمانوں کی معاشیات و معیشت کا قبلہ راست کرنے کے لئے قابل قدر کوششیں کیں بلکہ ان کی سیاسیات کو بھی درست منہاج پر چلایا' انہوں نے مسلمانان برصغیر کے دلوں کو جذبہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نوازا اور اتحاد بین المسلمین کا درس دیا۔"

(سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ص ۲۰۔)

## پروفیسر ڈاکٹر فرمان فتح پوری

"ان کی (امام احمد رضا علیہ الرحمتہ کی) سیاسی بصیرت بھی اپنے ہم عصر سیاسی مفکرین سے کسی طرح کم نہ تھی بلکہ ان کے شعور سیاسی کو تاریخ ساز کہہ سکتے ہیں' اس لئے کہ انہوں نے اور ان کے تلامذہ نے دو

قومی نظریئے کی تائید کی اور قیام پاکستان کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔"

(سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ص ۲۱۔)

## میر نواز خان مروت (سابق وفاقی وزیر)

" راہنمائے ملت کی حیثیت سے آپ نے قوم کی سیاسی' سماجی' اقتصادی' معاشی اور دینی غرض زندگی کے ہر شعبے میں راہنمائی فرمائی۔ مولانا احمد رضا (علیہ الرحمتہ) نے مسلمانوں کی اقتصادی زبوں حالی کی طرف بھی خاص توجہ دی اور اس مقصد کیلئے ۱۹۱۲ء میں کلکتہ سے رسالہ فلاح و نجات اصلاح جاری کیا' جس میں مسلمانوں کیلئے ایک مکمل معاشی ضابطہ پیش کیا۔" (سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۷۶ء ص ۱۳)

## سید غوث علی شاہ (سابق وزیراعلیٰ سندھ)

" مجھے یہ کہنے میں کو باک نہیں ہے کہ وہ "دو قومی نظریہ" کے جس کی بنیاد پر مملکت خداداد پاکستان کا حصول ممکن ہوا' سب سے پہلے داعی تھے' قائداعظم (علیہ الرحمتہ) کی راہنمائی میں مسلم لیگ کی تحریک پر قیام پاکستان کو سب سے زیادہ تقویت امام احمد رضا (علیہ الرحمتہ) اور ان کے معتقدین علماء و مشائخ اور عوم کے بے لوث اور بھرپور تعاون سے پہنچی ہے جس کا اعتراف تاریخ پاکستان کے اوراق کرتے ہیں۔" (سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ص ۱۰)

## ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی (ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد)

" جب گاندھی نے انگریزوں کے خلاف تحریک ترک موالات

شروع کی اور مسلمانوں کو یہ کہہ کر اس میں شمولیت کی دعوت دی کہ ہندوستان میں بسنے والے ہندو، مسلمان ایک قوم ہیں اور انہیں متحد ہو کر انگریزوں کے خلاف تحریک چلانی چاہئے اس دعوت کے مضرات مسلمانوں کے حق میں جتنے خطرناک تھے، بعد کے تجربات نے خود انہیں آشکار کر دیا اس خطرے کی طرف سب سے پہلے جس شخص نے نشاندہی کی، وہ مولانا احمد رضا خان بریلوی (علیہ الرحمتہ) تھے۔ یہ انتباہ گویا اس دو قومی نظریئے کا اعلان تھا جس کی بنیاد پر آگے چل کر پاکستان بنا۔" (ماہنامہ فکر و نظر، اسلام آباد جولائی ۱۹۷۱ء ص ۷۹، ۸۰)

## حافظ بشیر احمد غازی آبادی

"خلاصہ یہ کہ مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب (علیہ الرحمتہ) بھی انہی بزرگوں میں سرفہرست ہیں، جنہوں نے ہندو سے اشتراک کو مسلمانوں کے لئے مہلک قرار دیا اور ان لوگوں کی کھلی مخالفت کی جو "ہندو مسلم" بھائی بھائی کے نعرے لگاتے تھے لیکن یہ خیال رہے کہ یہ اختلاف ہرگز ذاتی نہ تھا بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث کے مطابق تھا۔" (محمد مرید احمد چشتی، مولانا جہان رضا مطبوعہ لاہور ۱۴۰۱ھ ص ۱۹۸۔)

## جناب شوکت صدیقی صاحب

"بریلویوں کے راہنما مولانا احمد رضا (علیہ الرحمتہ) کے فرزند اور ان کے جانشین مولانا مصطفیٰ رضا خان (علیہ الرحمتہ) نے ہمیشہ "تحریک پاکستان" کی حمایت و تائید میں منعقد ہونے والی "آل انڈیا سنی

کانفرنس" میں نہایت سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔" (سالانہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ص ۲۱۵۔)

## پروفیسر کرم حیدری

"حضرت امام احمد رضا (علیہ الرحمتہ) نے بعض سیاسی فیصلے بھی ایسے کئے ہیں جن میں بصیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی راہنمائی کی' ان میں ایک فیصلہ تحریک ترک موالات کے بارے میں تھا' چونکہ اس تحریک کے راہنما ہندو لیڈر تھے' لہٰذا ۱۹۲۰ء میں انہوں نے ایک رسالہ تحریر کیا جس میں کفار و مشرکین سے اختلاط اور ان کے ساتھ سیاسی اتحاد کے خطرناک نتائج بیان ہے۔" (سالنامہ معارف رضا ۱۹۸۵ء ص ۹۶)

بخوف طوالت ان ہی تاثرات پر اکتفا کرتا ہوں ورنہ اس قسم کے تاثرات پر بھی ایک کتاب مرتب ہو سکتی ہے کیونکہ اب کافی حد تک حقائق و شواہد سامنے آچکے ہیں......

"گویا دبستان کھل گیا"

آخر میں فقیر سراپا تقصیر' مورخین کی خدمت میں نہایت ہی دردمندانہ گزارش کرتا ہے کہ وہ جھوٹ' بخل اور تعصب کو بالائے طاق رکھ کر دیانتداری سے دو قومی نظریہ اور تحریک پاکستان پر تحقیقی کام کریں اور اپنی عاقبت سنواریں۔

علماء و مشائخ اہلسنت کی خدمت میں بھی عرض کروں گا کہ وہ اپنے فرائض احسن طریقے سے انجام دیں۔ ہمارے اکابرین نے "پاکستان"

اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا مگر طویل عرصہ گذر جانے کے باوجود بھی نفاذ نظام مصطفیٰ کے کوئی آثار نظر نہیں آتے' اکابرین نے "تو آپ کو پاکستان بنا کر دے دیا۔ آپ سب مل کر نظام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی نافذ نہیں کر سکتے خدارا آگے بڑھیں۔

" نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری "

امید واثق ہے علماء و مشائخ وقت کی نزاکت کے پیش نظر "آل انڈیا سنی کانفرنس" کی یاد تازہ کریں گے۔ **وما علینا الا البلاغ المبین۔**

# قطعہ تاریخ تکمیل

## تحریک پاکستان اور امام احمد رضا

جناب طارق سلطانپوری

"ارمغان بصیرت" ۱۹۹۴ء

قابل تحسین ہے یہ کاوش صابر حسین
ہے حقائق کا خزینہ یہ کتاب آگہی
صورت احوال مستقبل پہ تھی کس کی نظر
شخصیت کس عبقری کی مرکز ملت رہی

"متحدہ قوم" کا کس نے بکھیرا تار و پود
کس نے رکھی خشت اول قصر پاکستان کی
کس نے سمجھایا کہ ہندو دشمن اسلام ہے
ہے مسلمان کا زیاں ہندو سے اسکی دوستی

ان بتوں کے پوجنے والوں کو ہے اپنا مفاد
ان کے ہر اقدام کا مقصد ہے اپنی بہتری
ملت واحد ہے کفر' اہل حرم کے سامنے
ان سے اے اہل حرم غافل نہ تم ہونا کبھی

ہے مؤید وقت اس کی سوچ کے اثبات کا
ہے مصدق اس کے فرمودات کی تاریخ

بھی

مسلم و ہندو ہیں دو قومیں' نہیں ہے ایک
قوم
عمر بھر کہتا رہا وہ محرم راز خودی

سرزمین ہند میں' وہ مرد حق کوشاں رہا
سر بلند ہو کر رہے قوم رسول ہاشمی

دشمنان دین و ملت سے رہا وقف جہاد
ضیغم اسلام تھا وہ مرد میداں وہ جری
پیش باطل وہ دفاع حق کا تھا حصن حصین
اک مجاہد کی طرح اس نے گزاری زندگی

عزم و ہمت کا جنہوں نے اس سے سیکھا
تھا
چلن
وہ رہے آمادہ پیکار اس کے بعد بھی
اس کے شاگردوں' مریدوں نے کیا ایسا
دفاع
ہو گئیں ناکام ساری کوششیں اغیار کی

ان جگر داروں' وفا کیشوں کی شرکت کے
بغیر
اتنی طوفان خیز کب تحریک پاکستان تھی
حضرت احمد رضا خان اور ان کے نائبین
اس خداداد ارض رعنا کے ہیں محسن
واقعی

اہلسنت ہیں حقیقی بانیان ارض پاک
مدعی ہیں اس سعادت کے اگرچہ اور بھی

بالیقین فاضل مصنف کی یہ پرمایہ کتاب
قدر افزائی کے قابل ہے یہ انداز جلی

یہ میرے رشحات خامہ ہے میری تحسین و
داد
واجبی سی ہے میرے طرز بیان کی دل کشی

اس کے پائے کے مطابق ہو رقم تاریخ طبع
میں رہا ناکام گرچہ کوشش بسیار کی

میں توجہ کا ہوا طالب سروش غیب سے
بڑھ گئی جب حد سے میری فکر کی واماندگی

اس کرم فرمائے دیرینہ نے طارق بے
درنگ
مہربانی مجھ پر کی از روئے بندہ پروری

کہہ دے "دو قومی نظریہ کامیابی" سال
طبع
ہے پذیرائی کے قابل یہ کتاب آگہی

طارق سلطان پوری
۲۰ جولائی ۱۹۹۴ء

رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے حاکم ومختار اور صاحبِ تصرف ہونے
کے ثبوت میں دلائل وبراہین کا عظیم خزانہ،
مالک ومختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تصنیف
امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ
ملنے کا پتہ
رضا دار الاشاعت ۲۵ زنجیر روڈ لاہور
پاکستان فون ۶۵۰۴۴۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قرآن وحدیث سے
رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کے حاکم ومختار اور صاحبِ تصرف ہونے
کے ثبوت میں دلائل وبراہین کا عظیم خزانہ
مالک ومختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تصنیف
امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ
ملنے کا پتہ
رضا دار الاشاعت ۲۵ نشتر روڈ لاہور
پاکستان فون ۷۶۵۰۴۲۰
http://t.me/Tehqiqat